جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

Opportunities and Threats of Social Media: A Research Study in the Perspective of Muslim Thinkers

Khadim Hussain Javed[1] & Zakir Hussain Jafari[2] & Syed Mohammad Alavi Zada[3]

Abstract

Social media holds significant importance due to its unique capabilities in two key aspects. First, it presents opportunities for the material and spiritual development of society, and second, it poses inherent risks and challenges. Contemporary Muslim thinkers, equipped with a deep understanding of modern media—particularly social media—and guided by Quranic perspectives on cyberspace, emphasize the need to harness its benefits while remaining vigilant against its dangers. This study employs a descriptive and analytical methodology, drawing on library resources, to examine Quranic references and authenticated scholarly opinions regarding the opportunities and threats of social media. The findings reveal that, from the perspective of many Islamic scholars, foreign and anti-Islamic elements dominate mainstream media, posing a substantial real and potential threat. These forces wage cultural invasions and "soft wars" against Muslim societies. The only viable solution to counter this influence and reclaim control over social media is Jihad fi Sabilillah (struggle in the path of God). Conversely, social media itself can serve as an opportunity for Jihad by facilitating public service, promoting virtue and righteousness, addressing religious, political, and cultural doubts and questions, and fostering intellectual advancement in society.

Keywords: Social Media, Opportunities of Social Media, Threats of Social Media, Media and the Quran.

1. PhD Scholar, Department of Tafsir and Qur'anic Sciences, Higher Education Center for Qur'an and Hadith, Al-Mustafa International University, Qom, Iran. (njavid_61@yahoo.com).
2. Department of History and Sirah, Al-Mustafa International University, Qom, Iran. (zakir1254411@yahoo.com).
3. PhD Scholar in Qur'an and Psychology, Al-Mustafa International University, Qom, Iran. (alavizade@mail.ir).

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث
ششماہی علمی مجلہ جدید قرآنی افکار، بہار اور موسم گرما ۲۰۲۵، سال ۱، شمارہ ۱
Academic journal of the Jadid Quranic Afkar, Spring & summer2025/ Vol.1, No. 1
Opportunities and Threats of Social Media: A Research Study in the Perspective of Muslim Thinkers
Khadim Hussain Javed & Zakir Hussain Jafari & Syed Mohammad Alavi Zada

سوشل میڈیا کے مواقع وخطرات: مسلمان مفکرین کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ *

خادم حسین جاوید[۱]، ذاکر حسین جعفری[۲] اور سید محمد علوی زادہ[۳]

اشاریہ

سوشل میڈیا اپنی خاص صلاحیتوں کی وجہ سے دو طرح سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ معاشرے کی مادی اور روحانی ترقی کے لیے جو مواقع اور حالات کے وجود میں آنے کی وجہ سے اور دوسری اس میں موجود خطرات کی وجہ سے ہے۔ اسلامی مفکرین نے آج کل کے میڈیا کے متعلق اپنی معلومات اور میڈیا کی نوعیت خصوصاً سوشل میڈیا کی اچھی تفہیم کی وجہ سے؛ اور نیز سائبر اسپیس کے بارے میں قرآنی نظریے حاصل اہمیت کی وجہ سے سوشل میڈیا کے مواقع سے استفادہ کرنے اور اس کے خطرات اور نقصانات سے ہوشیار رہنے کی ضرورت پر زور دیا ہے اس لیے اس مقالے کا مقصد لائبریری ذرائع، وضاحتی اور تجزیاتی روش سے سوشل میڈیا کے مواقع اور خطرات کے بارے میں قرآنی دستاویزات اور مستندات، جو مفکرین کے بیانات کے مستندات اور مبانی کو جان لینا ہے۔ اس مقالے سے حاصل ہونے والے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اسلامی مفکرین کے نقطہ نظر سے ملکی میڈیا پر اجنبی اور اسلام دشمن عناصر کا کنٹرول ہے، جو ایک بہت بڑا ممکنہ اور حقیقی خطرہ ہے، جس کے ذریعے وہ ہمارے خلاف ثقافتی یلغار اور سوفٹ وار کرتے ہیں، ان سے نمٹنے اور سوشل میڈیا کو ان کے کنٹرول سے نکالنے کا واحد راستہ جہاد فی سبیل اللہ ہے اسی طرح ان کے خلاف جہاد کے لئے ایک فرصت کے طور پر سوشل میڈیا کو لوگوں کی خدمت کرنے اور ان کے درمیان نیکی اور بھلائی کو پہنچانے اور پھیلانے کے علاوہ مختلف مذہبی، سیاسی اور ثقافتی شکوک و شبہات اور سوالات کا جواب دینے اور ملک میں علمی ترقی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کلیدی الفاظ: سوشل میڈیا، سوشل میڈیا کے مواقع، سوشل میڈیا کے خطرات، میڈیا اور قرآن۔

---

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۵/۱/۳۰ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ : ۲۰۲۵/۴/۹

۱. پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ تفسیر وعلوم، قرآن وحدیث ہائر ایجوکیشن سینٹر، المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی، قم، ایران.
(njavid_61@yahoo.com).

۲. شعبۂ تاریخ وسیرت ڈیپارٹمنٹ، المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی، قم، ایران.(zakir1254411@yahoo.com).

۳. پی ایچ ڈی اسکالر، قرآن ونفسیات، المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی، قم، ایران.(alavizade@mail.ir).

تمہید

سوشل میڈیا، جو کہ آج کے دور میں ایک نیا اور ابھرتے ہوئے ذرائع ابلاغ میں سے ایک ہے۔ اس نے ہر فرد اور یہاں تک کہ ہر معاشرے، قوم اور ہر ثقافت کے لیے یہاں بہت سے سنہری مواقع فراہم کئے ہیں وہاں بہت سے خطرات پیدا کئے ہیں، کیونکہ یہ بہت ہی کم وقت میں لوگوں کے تفکرات اور طرز زندگی پر غیر معمولی اثرات مرتب کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے سوشل میڈیا اہم ترین اور تشویشناک ترین موضوعات میں سے ایک بن گیا ہے۔

سوشل میڈیا کی ایک اہم خصوصیت اس کی حیرت انگیز رفتار اور اس کا وسیع دائرہ ہے، کیونکہ زمان اور مکان کے لحاظ سے سوشل میڈیا کی کوئی سرحد نہیں ہے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ سوشل میڈیا کی ایک پوسٹ جس میں ایک یا ایک سے زیادہ پیغامات ہوتے ہیں، جغرافیائی حدود کو تیزی سے توڑ کر دنیا کے کونے کونے میں بہت سے لوگوں تک پہنچ جاتی ہے، جو ہم سے میلوں دور ہیں۔

سوشل میڈیا کی ایک بہت ہی اہم خصوصیت اس کی اعلیٰ کشش ہے، جو کہ اس کے سامعین کو مرکزیت دینا، صارفین کا اس میں دکھنا، صارفین کے گمنام اور ناشناس رہنے کا امکان، اظہار رائے کی آزادی کا احساس، مطلوبہ اور ضروری معلومات تک آسانی سے رسائی، مختلف قسم کے مواد کی فراوانی، آسان ارتباط، اعلیٰ معیار اور جوش وولولہ زیاد اور... سے حاصل ہوا ہے۔ تاہم، سوشل میڈیا کا ایک بڑا حصہ مستکبر اور استعماری ملکوں کے کنٹرول میں ہے جو کہ بہت سے ثقافتی، نظریاتی، اقتصادی، سماجی اور سیاسی نقصانات اور مسائل کا منشأ بنا ہوا ہے۔

رہبر معظم نے سوشل میڈیا کے متعلق اپنی مکمل بصیرت اور دقیق شناخت کی وجہ سے کئی سال پہلے اس پر توجہ دینے اور اس میں موجود مواقع کو استعمال کرنے اور اس کے خطرات اور نقصانات سے پوری طرح محتاط رہنے کی ضرورت پر زور دیا تھا۔

سوشل میڈیا ایک نیا اور جدید مسئلہ ہونے کی وجہ سے قرآن مجید میں اس کے بارے میں بحث نہیں ہوئی ہے، لیکن آیات الٰہی میں اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے نقصانات، خطرات اور مواقع کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

اس مقالے کا محتوی لائبریری میں موجود منابع کے مطالعہ سے جمع کیا گیا ہے اور وضاحتی اور تجزیاتی طریقے سے اس کو بیان کیا گیا ہے۔

اس مقالے کی جدت او نوآوری یہ ہے کہ یہ واحد مقالہ ہے جو امام خامنہ ای کی قرآنی فکر میں سوشل میڈیا کے مواقع اور خطرات کو بیان کرتا ہے۔

سوشل میڈیا کا تصور

سوشل میڈیا یا سائبر اسپیس اصل میں دو الفاظ Cybernetics اور Space کے معنی سے ماخوذ ہے۔ لفظ سائبر نیٹکس اصل میں یونانی ہے اور اس کا مطلب حکمرانی اور حکومت ہے، جو افلاطون کی تالیقات میں بھی اسی معنی کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔آج بھی سائبر نیٹکس نے کسی حد تک اپنے پرانے تصور کو محفوظ رکھا ہوا ہے اور یہ ایک علمی نام ہے جو انسان یا خودکار مشین کو حکمرانی اور حکم دینے کا امکان فراہم کرتا ہے۔ (جہانگیر، ۱۳۸۸ش، ص ۵۶۵)

مختلف ذرائع ابلاغ سے جو اندازہ لگایا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ سوشل میڈیا یا سائبر اسپیس کی اصطلاح کو ۱۹۸۴ء میں شائع ہونے والے ویلیم گبسن (William Gibson) کے مشہور ناول نیورومینسر (neuromancer) سے اخذ کیا گیا ہے اور اس کا مطلب ہے انسانی نظام کے ہر کمپیوٹر سے نکالے گئے ڈیٹا کی تصویر پیش کرنا۔ (جہانگیر، ۱۳۸۸ش، ص ۵۶۶)

سوشل میڈیا انٹرنیٹ کا مترادف نہیں ہے۔ لیکن انٹرنیٹ، سوشل میڈیا میں داخل ہونے کا ایک اہم وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ (سیاح طاہری، ندارد، ص ۳۰) اسی طرح اسپیس کے نام اور لفظ "ورچوئل" سے جو ذہن میں آتا ہے اس کے برعکس ایسا نہیں ہے کہ سوشل میڈیا ایک خیالی، غیر حقیقی اور غیر واقعی چیز ہو اگرچہ سوشل میڈیا، اجسام عینی اور واقعی کے ساتھ کچھ افتراقات رکھتی ہے۔ (جیسے سوشل میڈیا یا سائبر اسپیس اجسام عینی کے برعکس زمان اور مکان کے لحاظ سے محدود نہیں ہے) لیکن سوشل میڈیا ایک طرح سے حقیقی اور واقعی چیزوں کی مانند ہے، کیونکہ سوشل میڈیا میں، انسانی اعمال کا حقیقی اثر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، اس میں پیسہ منتقل کیا جاتا ہے، ٹیکس ادا کیا جاتا ہے، انتظامی سرگرمیاں دور سے انجام دی جاتی ہیں، لوگ ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں، لوگ علمی اور اخلاقی لحاظ سے ترقی کرتے ہیں، وغیرہ، لہٰذا، ہم جس سائبر ماحول سے سروکار رکھتے ہیں وہ مکمل طور پر عینیی اور خارجی ہے اور اس کی کارکردگی واقعی و حقیقی اثر رکھتی ہے۔ (پہلے والا منبع)

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ سوشل میڈیا ایک ایسی فضا ہے جہاں کمپیوٹر نیٹ ورکس بشمول انٹرنیٹ کے ذریعے انسانی رابطہ اور تعامل قائم ہوتا ہے۔ یہ تعامل مختلف شکلوں میں ہوتا ہے، جیسے معلومات کے ذخیرے،

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

معلومات کی منتقلی، معلومات میں ترمیم اور تبدیلی، معلومات بھیجنے اور تبادلے کے ساتھ ساتھ آن لائن اور آف لائن، زبانی اور تحریری گفتگو کی شکل مین معلومات کا استعمال، کسی شخص یا گروپ کا دوسرے شخص یا گروپ کے ساتھ رابطہ، کمپیوٹر اور دیگر مواصلاتی ذرائع کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔ (جہانگیر، ۱۳۸۸ش، ص ۵۶۷)

سوشل میڈیا کے خطرات

مقالے کے اس حصے میں سوشل میڈیا کے خطرات کو تین مختلف لیکن آپس میں جڑے ہوئے محوروں کو بیان کیا جاتا ہے:

۱. سوشل میڈیا بیگانہ افراد کے تسلط کا میدان کارزار

خاموشی کی لہر، مواصلات کے اہم نظریات میں سے ایک ہے جسے مسز الزبتھ نوئل نیومن نے یہ بتاتے ہوئے پیش کیا کہ میڈیا اور ماس کمیونیکیشن کس طرح رائے عامہ کی تشکیل پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ اس نے پہلی بار یہ نظریہ ۱۹۷۴ میں پیش کیا (رستگار، ۱۳۹۰ش، ص ۱۱۰) اور پھر اس نظریے کو وسعت دیا اور اسے "General Thoughts of Our Social Skin" کے نام سے ایک کتاب کی صورت میں شائع کیا۔ (شریعتمداری، ۲۵ مئی، ۲۰۱۲، ص ۲) اس نظریہ کے مطابق کوئی بھی متنازعہ مسئلہ خاموشی کے پیچ وخم (لہر) کی تشکیل کا سبب بن سکتا ہے۔ معاشرے میں جب بھی کوئی مسئلہ اٹھایا جاتا ہے، تو لوگ اس کے بارے میں سوچتے ہیں اور اندازے لگاتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ تنہائی سے ڈرتے ہیں، اس لئے اپنے اندازے اور رائے کا اظہار نہیں کرتے ہیں۔ وہ یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کی رائے اکثریت میں ہے یا اقلیت میں۔ جیسے ہی لوگوں کو لگتا ہے کہ ان کی رائے اقلیت میں ہے، تو وہ خاموش رہنے کو ترجیح دیتے ہیں اور جتنا وہ خاموش رہتے ہیں، اتنا ہی وہ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی الگ نقطہ نظر نہیں ہے اور اس لیے خاموشی کی لہر تیز ہوتی جاتی ہے۔ جن کی کوئی قطعی رائے نہیں ہوتی وہ اکثریت کی رائے کو دیکھتے ہیں، ممکن ہے اقلیت کی رائے بھی کسی حد تک درست ہو، لیکن اس تکنیک سے وہ لوگوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ یہ اکثریت کی رائے ہے اور آہستہ آہستہ اقلیت کی رائے مان لی جاتی ہے۔ (دانایی فرد و مصطفیٰ زادہ و صادقی، ۱۳۹۳ش، ص ۲۴)

جس دن مسز نیومن نے یہ نظریہ پیش کیا، میڈیا حکومتوں کے کنٹرول اور اختیار میں تھا۔ ان کا خیال تھا کہ میڈیا کے مالک حکمران اور حکومتیں ہیں جو بتدریج اپنے مخالفین کو ختم کر کے معاشرے کی خاموشی میں روز بروز مزید لوگوں کو شامل کریں گی۔ لیکن آج ہم خاموشی کی ایک بڑی اور عالمی لہر کے درمیان ہیں! جب دنیا

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

کے ہزاروں میڈیا ذرائع جڑے ہوئے ہیں اور ہالی ووڈ سے لے کر بی بی سی میں اور آپ (بی بی سی فارسی، من وتو)، انٹر نیشنل، سی این این اور... (ضد انقلاب واسلام فارسی میڈیا) سب ایک ہی بات کہتے ہیں، ہمیں محسوس ہوتا ہے۔ کہ ہم اقلیت میں ہیں اور ہم خاموش ہوتے ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال جمہوریت اور آزادی اظہار کے حوالے سے ہے۔ عالمی میڈیا، ہر معاملے اور مسئلے کو اس نقطہ نظر سے دیکھتی ہے کہ یہ مسئلہ جمہوریت اور آزادی اظہار رائے کے ساتھ کتنا ہم آہنگ ہے۔ اس کے نتیجے میں جمہوریت کو ایک اصل کے طور پر قبول کر لیا گیا ہے اور اب کوئی مغربی جمہوریت پر تنقید نہیں کر سکتا۔ یہاں خاموشی کی لہر وجود میں آتی ہے۔

ماضی میں میڈیا کا عام طور پر عوام کے ساتھ ایک طرفہ رابطہ ہوتا تھا لیکن آج سوشل میڈیا کی آمد سے یہ رابطہ دو طرفہ ہو گیا ہے اور لوگ، اپنی رائے کا اظہار، تبصروں، پسند (Likes) اور یہاں تک کہ دوبارہ اس پیغام کی پوسٹنگ سے ایک مستقل مواصلاتی ذریعے کو وجود میں لاتے ہیں، دوسرے الفاظ میں، صارفین کی تعداد کے برابر سوشل میڈیا نیٹ ورکس پائے جاتے ہیں۔ دنیا بھر میں تمام سوشل نیٹ ورکس کا دفاع، اظہار آزادی رائے کے اصول کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ سوشل نیٹ ورکس اچھے ہیں۔ کیونکہ انہیں اظہار رائے کی آزادی ہے۔ لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ ان نیٹ ورکس میں مطلق اور بغیر قانونی دائرہ کار کے اظہار رائے کی آزادی نہیں ہے، بلکہ یہ نیٹ ورکس بھی اس طرح منظّم ہیں کہ وہ متکبر عالمی میڈیا کے ثقافتی نوآبادیاتی اہداف کی پیروی کرتے ہیں (وہ جو چاہتے ہیں وہی کام انجام دیتے ہیں)۔ یہیں نیٹ ورکس ہیں جو لوگوں کو آزادانہ طور پر افواہیں پھیلانے اور اپنی قومی اور مذہبی شخصیات کا مذاق اڑانے کی اجازت دیتے ہیں، اگر کوئی شخص سوشل میڈیا کے متعلق ایک چھوٹے سے مسئلے جیسے ہم جنس پرستی، ہولوکاسٹ یا افریقی، لاتینی امریکہ اور ایشائی ممالک پر مغربی جرائم اور مظالم کے متعلق سوال کرے تو یہی سوال، اس شخص کی سوشل میڈیا کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ یہاں پر اس مسئلے کے مخالفین خاموش نہیں رہ سکتے ہیں۔

لیکن انہیں بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس وجہ سے جب کوئی ان کے موقف کے خلاف کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو اسے غالباً تنقید اور توہین کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور عالمی میڈیا کے دباؤ کے مقابلے میں اس کی رائے اقلیت میں قرار پاتی ہے اور خاموشی کی فضاء چھا جاتی ہے۔ اور اس شخص کی تنہائی کا خوف اسے بولنے سے روکتا ہے۔ کہ کہیں اس کا بیان مسخ کر کے، عالمی میڈیا کے صارفین تک پہنچا نہ دیں۔ (مجدی زادہ، ۱۳۹۳ش) اسی سوشل میڈیا پر، اگر ہمارے اسلامی ہیروز جیسے، صدر اسلام کے شہدا نیا ہمارے زمانے کے اسلامی لیڈر اور امت اسلامی او

خاص کر فلسطین کی مزاحمتی سر گرمیوں کی حمایت کرنے والے شہید قاسم سلیمانی اور شہید سید حسن نصر اللہ اور اسماعیل ہانیہ جیسے عظیم شہدا کی تصاویر اور ہیش ٹیگ (#) شائع کیے جائیں اور یہاں تک کہ ان کا نام لیا جائے تو اسے سوشل میڈیا سے ایک دم ڈلیٹ کیا جاتا ہے، اور اگر دوبارہ بھیج دیا جاتا ہے تو سوشل میڈیا کے مذکورہ اکاؤنٹ کو بند کر دیا جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح سے مختلف ممالک میں منعقد ہونے والے انتخابات میں مداخلت کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں تخت حکومت پر بٹھاتے ہیں، او جسے چاہیں کرسی سے ہٹا دیتے ہیں۔مثال کے طور پر انسٹا گرام اور ٹیوٹر وغیرہ کی دخل اندازی مختلف ممالک کے انتخاب اور عوامی نمایندوں کو دیوار سے لگانے کے بہت سے نمونے موجود ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے روسی فوج کے ایک سپاہی نے سوشل میڈیا میں ایک تصویر شائع کی تھی اور دعویٰ کیا تھا کہ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ایک یوکرائنی خاتون کو پکڑ لیا ہے۔ تصویر کی اشاعت کے کچھ ہی دیر بعد دولاکھ سے زیادہ سوشل میڈیا صارفین نے ان کی جانب سے شائع کی گئی پوسٹ کے نیچے توہین آمیز تبصرے (کمنٹس) کیے اور کہا کہ "یہ ایک غیر انسانی حرکت ہے اور کسی انسان کے شایان شان نہیں ہے۔" تصویر کی اشاعت کے ۲۴ گھنٹے بعد روسی فوجی نے عذر خواہی کے ساتھ اعلان کیا کہ شائع شدہ تصویر اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں پکڑی گئی فلسطینی خاتون کی ہے۔ اس وضاحت کے بعد مغربی معاشروں کی طرف سے ایک بھی تبصرہ (کمنٹ) تصویر کے نیچے نہیں لکھا! (انسانیت کے معیار...، تاریخ ندارد) یہ اس لئے کہ صیہونی حکومت کے بارے میں منفی تبصرہ کرنا جرم اور اس کی سخت سزا ہے۔ کیونکہ میڈیا میں انسانیت کا معیار مکمل طور پر دوہرا اور امتیازی ہے اور ایک ہی مسئلے میں ایک چھت دو ہوا کی پالیسی اپنایا جاتا ہے جس کے مطابق لوگ صرف وہاں اظہار رائے میں آزاد ہیں جس میں وہ اس (میڈیا) کی پسند کی بات کہیں۔

اس بناپر لوگ صرف میڈیا میں اظہار رائے کی آزادی محسوس کرتے ہیں۔ اسے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان نیٹ ورکس نے حکومتوں کی طرف سے جو اطلاعات فراہم کی جاتی تھیں وہاں سے حکومتوں کی اجارہ داری کو ختم کر کے ان معلومات کو عوام تک پہنچا دیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم اس میدان میں عالمی میڈیا کی استعمار گری کی زد میں ہیں۔ اور سوشل میڈیا میں یہ جو اظہار آزادی محسوس کیا جاتا ہے وہ ان میڈیا کے مالکان کے استعماری مقاصد کے مطابق ہے۔

مغربی میڈیا کے غلبے کے بارے میں ایران کے سپریم لیڈر حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای کی جو درست شناخت ہے، اس کے مطابق، غرب والوں نے میڈیا کے ذریعے رائے عامہ کی جس سمت پر رہنمائی کی ہے اس کی طرف رہبر معظم یوں اشارہ کرتے ہیں: "فی الحال، دشمن رائے عامہ پر اثر انداز ہونے کے لئے میڈیا کے ہتھیار کو استعمال کر رہا ہے توجہ فرمایئے! میڈیا کا ہتھیار بہت اہم ہے اور اگر یہ دشمن کے ہاتھ میں ہو تو یہ ایک خطرناک ہتھیار ہے۔ میڈیا کے اوزار کو فوجی جنگ میں کیمیائی ہتھیاروں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ جب کیمیائی ہتھیار کو استعمال کیا جاتا ہے تو یہ ٹینک اور جنگی آلات کو تباہ نہیں کرتا؛ بلکہ یہ آلات باقی رہتے ہیں لیکن انسان فنا ہو جاتا اور ہتھیار کو استعمال کرنے کی طاقت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ فوجی جنگ میں کیمیائی ہتھیار کا یہی کام ہے؛ سوشل میڈیا بھی اس طرح ہے۔ آج ٹی وی، ریڈیو، انٹرنٹ، سوشل میڈیا، اور انواع واقسام کے سائبر اسپیس ذرائع، ہماری رائے عامہ کے خلاف استعمال ہوتے ہیں جو افراد میڈیا اور مواصلاتی نظام کے ذمہ دار ہیں (محکمہ مواصلات) ان کو اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ دشمن سوشل میڈیا کو کیمیائی ہتھیار کے طور پر لوگوں کے خلاف استعمال نہ کرے مسئولین اپنی زمہ داری کو سمجھیں اور سنجیدگی سے اس پر عمل کریں۔» (خامنہ ای، ۱۳۹۷ش)

بانی منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا نقطۂ نظر نوجوان نسل کی رہنمائی اور سوشل میڈیا کے تعمیری اِستعمال کے حوالے سے نہایت متوازن اور رہنما اُصول فراہم کرتا ہے۔ سوشل میڈیا کو جدید دور کا ایک طاقتور ذریعہ سمجھتے ہیں، جو معلومات کے تبادلے، تعلیم و تربیت اور مثبت پیغام رسانی کیلئے استعمال ہو سکتا ہے۔ اُن کے مطابق یہ پلیٹ فارم نوجوانوں کی صلاحیتوں کو نکھارنے اور دینِ اسلام کے حقیقی پیغام کو عام کرنے کیلئے بے حد مفید ہے، بشرطیکہ اُسے درست طریقے سے استعمال کیا جائے۔ ایک عالمی پلیٹ فارم ہونے کی وجہ سے سوشل میڈیا نے دنیا کے کونے کونے میں موجود افراد کو آپس میں جوڑ دیا ہے۔ اس کے ذریعے نوجوان نہ صرف مختلف نظریات اور خیالات سے آگاہ ہو سکتے ہیں بلکہ اپنے علم و فہم میں اضافہ بھی کر سکتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ مواقع ایک نعمت ہیں لیکن ان کے ساتھ ساتھ ذمہ داری کا شعور بھی ضروری ہے۔ا۔ سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں انہوں نے بارہا نوجوانوں کو سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے خبردار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ غیر ضروری اور غیر اخلاقی مواد، وقت کا ضیاع اور منفی پروپیگنڈا سوشل میڈیا کے ایسے بدنما پہلو ہیں جو نوجوانوں کی شخصیت پر منفی اثر ڈال سکتے ہیں۔ اُن کے مطابق ان

خطرات سے بچنے کیلئے نوجوانوں میں دینی شعور اور اخلاقی تربیت نہایت ضروری ہے۔ سوشل میڈیا کے غلط اِستعمال سے نوجوانوں کی جذباتی اور ذہنی صحت پر بھی گہرے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔مثال کے طور پر منفی تبصرے اور سائبر بُلنگ نوجوانوں کو احساسِ کمتری اور اِضطراب میں مبتلا کر سکتے ہیں۔ وہ اِس اَمر پر زور دیتے ہیں کہ نوجوانوں کو اپنے وقت کی قدر کرتے ہوئے ایسے مواد سے بچنا چاہئے جو اُن کے عقائد و نظریات اور کردار پر برا اثر ڈالے (Minhaj.info, 2025)۔

غیروں کے تسلط سے نکلنے کی قرآنی دستاویز کو قاعدہ فقہی، نفی سبیل سے حاصل کی جاسکتی ہے۔اس معنی میں کہ خدا کوئی ایسا قانون اور قاعدہ وضع نہیں کرتا جس کی وجہ سے کافروں کو مومنوں پر غلبہ حاصل ہو۔ (بجنوردی، ۱۳۷۷ش، جلد ا، ص ۱۸۷-۱۸۸) دوسرے الفاظ میں، دین میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے جو کافر کا مسلمان پر غلبہ حاصل کرنے کا سبب بنے۔ (فاضل لنکرانی، ۱۳۸۳ش، ص ۲۳۳) یہ قاعدہ سورہ نساء کی آیت نمبر ۱۴۱ سے مأخوذ ہے، جس میں کہا گیا ہے: "لن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا"۔ (خدا نے کبھی کافروں کو مومنوں کے (نقصان) میں غلبے کی گنجائش نہیں رکھا ہے)۔اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ کافروں کا مومنوں پر غالب ہونا، تاریخ میں موجود ہے اور قرآن میں بھی اس کا ذکر آیا ہے لہٰذا آیت کا مفہوم یہ نہیں ہو سکتا کہ کافروں نے اہل ایمان پر فتح حاصل نہیں کی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے جو کفار کو مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہو۔(فاضل لنکرانی، ۱۳۸۳ش، ص ۲۳۴) آیت سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اہل ایمان کو کفار کی حکمرانی کو قبول کرنے کا حق نہیں ہے اور کوئی بھی ایسا معاہدہ یا مفاہمت جو مسلمانوں پر کفار کے اثر و رسوخ کی راہ ہموار کرے، حرام ہے۔اور مومنوں کی دمہ داری بنتی ہے کہ ایسے کسی بھی معاہدے کی مخالفت کریں۔کیونکہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے خود مختار ہونا چاہیے۔(قرائتی، ۱۳۸۷ش، ج ۲، ص ۱۹۱ ؛رضائی اصفہانی، ۱۳۸۷ش، ج ۴، ص ۳۴۲)

قاعدۂ نفی سبیل کی دوسری مستند، روایت نبوی ﷺ ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الْإِسْلَامُ يعْلُو وَ لَا يعْلَى عَلَيهِ وَ الْكفَّارُ بِمَنْزِلَةِ الْمَوْتَى لَا يحْجُبُونَ وَ لَا يرِثُونَ » اسلام برتر ہے اور کوئی چیز اس سے برتر نہیں اور کافر مردہ ہیں۔ وہ دوسروں کو وراثت سے نہیں روکتے، اور وہ خود بھی وارث نہیں ہوتے۔" اس کے آخری فقرے (کافر مرنے والوں کی طرح ہیں...) کے مطابق یہ روایت اسلام پر کفر کی تکوینی برتری کی نفی نہیں کرتی ہے، بلکہ اس کی تشریعی برتری کی نفی کو بیان کرتی ہے اور یہ کہ اسلام میں

کوئی حکم جعل اور وضع نہیں کیا گیا، اور نہ ہی ایسا قانون جعل ہونا چاہیے، جو مسلمانوں پر کافروں کی برتری کا باعث بنے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان تمام احکام مسلمانوں کے نفع اور حق میں ہیں۔ (فاضل لنکرانی، ۱۳۸۳ش، ص ۲۳۷-۲۳۸)

اس قاعدے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ مختلف سیاسی، عسکری، اقتصادی اور ثقافتی میدانوں میں اسلامی معاشروں پر کفار کے کسی بھی قسم کے اثر و رسوخ اور تسلط کا راستہ روکنا چاہیے۔ یہ قاعدہ مثبت اور منفی دو پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتا ہے، جس کا منفی پہلو اس بات کو بیان کرتا ہے کہ اس سے مراد، مسلمانوں کی سیاسی اور سماجی تقدیر و مقدرات پر غیروں کے تسلط کی نفی ہے، اور اس کا مثبت پہلو یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا وظیفہ ہے کہ سیاسی استقلال اور آزادی کے حصول اور ایسے تمام ذرائع کا سد باب کرنا ہے جو غیروں سے وابستہ ہونے کا سبب بنتے ہیں۔ (زینوی وند و محمدی، ۱۳۹۳ش، ص ۱۶۹) اس لیے متعلقہ حکام کا فرض ہے کہ وہ ملکی میڈیا پر غیر ملکیوں کے تسلط کو ختم کریں، جس کا حصول مختلف طریقوں سے ممکن ہے۔ مثال کے طور پر، بے قابو میڈیا اور سوشل نیٹ ورکس کو عوام کی پہنچ سے دور رکھنا، جو کہ جو غیر ملکی سوشل نیٹ ورکس کو فلٹرنگ اور بلاک کرنے کے ذریعے حاصل ہوتا ہے یہیں غیر ملکی ہمارے قومی قوانین کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ ملکی سوشل نیٹ ورکس کو سپورٹ اور مضبوط کیا جانا چاہیے۔

۲. سوشل میڈیا دشمنوں کے ثقافتی حملے کا میدان

یلغار یا ثقافتی جنگ کسی بھی قوم یا ملک پر کنٹرول کرنے کے مختلف طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے جو کوئی نئی چیز نہیں ہے اور اس کی تاریخ کافی طویل ہے اور انسانی سماجی زندگی کی تاریخ کے آغاز سے ہی موجود ہے۔ (کامیاب مہر و قہرمانی، ۱۳۹۷ش، ص ۹) دو کلیدی الفاظ "سد سبیل اللہ" جس کا مطلب ہے راہ خدا سے روکنا (اعراف: ۸۶؛ نساء: ۱۶۷؛ توبہ: بقرہ: ۲۱۷) اور "اضلال عن سبیل اللہ" خدا کے راستے سے گمراہ کرنا (لقمان: ۶؛ حج: ۹؛ ص: ۲۶)، قرآن کی متعدد آیات میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے، اس سے مراد ثقافتی یلغار ہے۔ انبیاء الٰہی اور ان کے دشمنوں کے درمیان تصادم ایک طرح کی ثقافتی جنگ تھی۔ مثال کے طور پر، قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: «وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ» (بقرہ: ۱۲۰) اے نبی! یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ ان کے مذہب کو پوری طرح قبول اور ان کے مذہب کی پیروی نہ کریں۔ یا قرآن یوں کہتا ہے: «وَدَّت

طَّآئِفَةٌ مِّنۡ أَهۡلِ الۡكِتَابِ لَوۡ يُضِلُّونَكُمۡ وَ مَا يُضِلُّونَ إِلاَّ أَنفُسَهُمۡ وَ مَا يَشۡعُرُونَ» (آل عمران: ٦٩)
اہل کتاب کا ایک گروہ تمہیں گمراہ کرنا پسند کرتا ہے، لیکن وہ اپنے سوا کسی کو گمراہ نہیں کرتا اور (اس بات کو) نہیں سمجھتا۔

ایران کے سپریم لیڈر حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای ثقافتی آزادی کے کلیدی لفظ کا استعمال کرتے ہوئے، سوشل میڈیا کے میدان میں ثقافتی استقلال اوآزادی ونیز نظام استبداد کے ذریعے ثقافتوں پر غلبہ پانے کے لیے اس کے استعمال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ثقافتی آزادی اس میں ہے کہ طرز زندگی میں، ہم اسلامی طرز زندگی کا انتخاب کریں۔ میں نے دو تین سال پہلے طرز زندگی کے بارے میں تفصیل سے بات کی تھی۔ طرز زندگی میں فن تعمیر، شہری زندگی، انسانی زندگی، سماجی تعلقات اور ہر قسم کے مسائل شامل ہیں۔ طرز زندگی میں مغرب اور غیروں کی تقلید ثقافتی آزادی کے بالکل برعکس ہے۔ آج اس مسئلے پر سامراجی نظام کام کر رہا ہے۔ انفارمیشن انجینئرنگ کا یہیں مسئلہ، ایک طرح کا نیا ہتھیار ہے جو اس میدان میں داخل ہوا ہے۔ یہ سب ایک ملک کی ثقافت پر غلبہ پانے کے اوزار ہیں۔" (خامنہ ای، ۲۰۱۵ء)

ڈاکٹر طاہر القادری کہتے ہیں، سوشل میڈیا دشمنوں کے لیے ثقافتی حملے کا میدان بن چکا ہے جہاں آزادی اظہار رائے کے نام پر مذہب اور مقدسات کی توہین کی جاتی ہے، جو معاشرتی وحدت کو نقصان پہنچاتا ہے اور اشتعال انگیزی کو فروغ دیتا ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے عالمی رہنماؤں کو مراسلے لکھے اور واضح کیا کہ یہ توہین آمیز اقدامات آزادی اظہار رائے کی آڑ میں قابل قبول نہیں بلکہ ایک غیر اخلاقی عمل ہے جو امن عالم کے لیے خطرہ ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے سوشل میڈیا پر نفرت انگیزی، فرقہ واریت اور اشتعال انگیزی کے بڑھتے ہوئے رجحانات پر بھی تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ مسلمانوں کو اپنی گفتگو میں ادب اور حکمت کا دامن تھامنا چاہیے تاکہ سوشل میڈیا کو مثبت اور یکجہتی کا ذریعہ بنایا جاسکے۔ (جویریہ حسن، ۲۰۱۸ء؛ اختر، ۲۰۲۴ء)

مزید برآں، انہوں نے کہا کہ اسلام کو انتہا پسندوں نے ہائی جیک کر رکھا ہے اور دہشت گردوں کو فرقہ واریت کے فروغ کا ٹاسک دیا گیا ہے، اس لیے عالمی سطح پر اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کی اصلاح کے لیے مل کر کام کرنا ضروری ہے۔ (اختر، ۲۰۲۴ء)

۳. سوشل میڈیا دشمن کی نفسیاتی جنگ کا میدان:

وہ تمام سویلین، نیم فوجی اور فوجی سرگرمیاں کہ جن کی منصوبہ بندی اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ طرف مقابل کے عقیدے پر اثرانداز ہوں اور رائے عامہ کو اپنے حق میں یا اس کو بر طرف کرنے کے لئے ایسے اوزار سے استفادہ کیا جائے جن کو پہلے سے تیار کیا گیا ہے۔ اور دی گئی معلومات کے ذریعے انہیں بے اثر کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے نفسیاتی جنگ کہتے ہیں۔ (فرقانی نیا و کمالی، ۱۳۸۵ش، ص ۵) پوری تاریخ میں نفسیاتی جنگ ہمیشہ سے موجود رہی ہے اور رہے گی۔ قرآن کریم نے بارہا انبیاء کے خلاف کرپٹ طاقتوں کی نفسیاتی اور پروپیگنڈہ جنگوں کی مثالیں پیش کی ہیں۔ انھوں نے جو گالیاں دیں، جو بہتان تراشے، اور جو افواہیں انھوں نے پھیلائیں، انبیاء اور ان کے پیروکاروں کی توہین اور تمسخر یہ سب دشمنوں کی نفسیاتی جنگ کے طریقے تھے۔ اس نفسیاتی جنگ میں دشمن کے حملے کا جواب وہیں سے دیا جاتا تھا جہاں سے حملہ ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر فرعون والے آیۃ "«وَ قالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَ تَذَرُ مُوسى وَ قَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ»(اعراف: ۱۲۷) اور آل فرعون نے کہا، 'آیا موسیٰ اور اس کی قوم کو زمین میں فساد پھیلانے کی چھوٹ دس رکھی ہے " یا «أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسادَ»(غافر: ۲۶)" یا "یہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں"۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فساد پھیلانے والا کہتے ہیں۔ قرآن کریم اس آیۃ «إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ» (قصص ۴) "فرعون زمین پر تکبر کرتا ہے اور اس نے وہاں کے لوگوں کو گروہوں میں بانٹا ہے، وہ ان کے ایک قبیلے کو کمزور کرتا ہے، وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا ہے، اور ان کی عورتوں زندہ چھوڑ دیتا ہے۔" کے ذریعے ان کو جواب دیتا ہے اور ثبوت پیش کر کے ان کے دعوی کو باطل ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تمام مومنین کو خبردار کیا ہے کہ دشمنوں کی اس نفسیاتی جنگ کے مقابلے میں ہوشیاری اور بصیرت سے کام لیں جس کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کی نابودی کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔

کیونکہ نفسیاتی جنگ، حقیقی جنگ کا ایک حصہ ہے، قرآنی فرمان کے مطابق اس جنگ کا مقابلہ کرنا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے مترادف ہے، جو کہ درجنوں آیات قرآنی (بقرہ: ۲۱۸؛ نساء: ۹۵؛ مائدہ: ۳۵؛ مائدہ: ۲۱۸، ۹۵؛ مائدہ: ۳۵، ۳۵)۔ ۵۴؛ انفال: ۷۲؛ حجرات: ۱۵؛ حج: ۷۸؛ صفا: ۱۱) سے قابل استخراج ہے۔ نبیاء علیہم السلام کے خلاف، جو اللہ کی طرف سے خبر پہنچانے اور رسالت پر مامور تھے، پروپیگنڈے کا حربہ بنی اسرائیل نے اپنایا۔

کفار و فجار کی طرف سے پیغام ربانی کو بے اثر کرنے کے لئے نفسیاتی حربوں کے آثار تاریخ میں ملتے ہیں اور قرآن جگہ جگہ اقوام سابقہ کی اِن افتراپردازیوں کی وضاحت کرتا ہے۔ خود جزیرہ عرب کے اندر مشرکین، یہود اور منافقین نے خاتم الانبیا ﷺ کے خلاف زبردست نفسیاتی جنگ برپا کر رکھی تھی۔ منفی پروپیگنڈے، آیات الٰہی کی تکذیب اور دھمکیوں کا ایک طوفان تھا۔ حضورؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو خوفزدہ کرنے اور لالچ دینے کیلئے مختلف اسلوب اختیار کیے گئے۔

شعب ابی طالب میں حضورؐ اور ان کے خاندان کو محصور کرنا اور معاشرتی اور معاشی بائیکاٹ کی حالت میں تین سال تک زندگی گزارنے پر مجبور کرنا، اسی نفسیاتی جنگ کا ایک گھناؤنا حربہ تھا۔ قرآن کے موثر پیغام کو نہ سننا اور ڈھولکیوں، باجوں اور مزامیر کی تفریح گاہیں منعقد کر کے قرآن کے پیغام کو مشتبہ اور غیر اہم بنانا منکرین حق کے پروپیگنڈے کا حصہ تھا جس کی طرف قرآن نے یوں اشارہ فرمایا:

"یہ منکرین حق کہتے ہیں کہ اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو، شاید کہ اسی طرح تم غالب آجاؤ۔" (حٰم السجدۃ: ۲۶)

تجارتی میلے اور جشن منانا بظاہر تفریح اور اشتہار بازی تھی مگر اس کی تہہ میں اللہ کے رسولؐ کو تنہا کرنے کی سازش تھی۔ یہ پروپیگنڈے بعض اوقات نتیجہ خیز ہوتے تھے:

"اور جب انہوں نے تجارت اور کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو اس کی طرف لپک گئے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیا۔ ان سے کہو، جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔" (الجمعہ: ۱۱)

شعر وشاعری اور سخن گوئی عربوں کا اہم ابلاغی ذریعہ تھا۔ عرب بڑے فصیح اللسان تھے۔ پیغام رسالتؐ کے خلاف پروپیگنڈے کیلئے اس میڈیا کو بھی بھرپور استعمال کیا گیا۔ کعب بن اشرف ایک متمول یہودی اور مشہور شاعر تھا۔ وہ حضورؐ کی شان میں توہین آمیز ہجو کہتا تھا اور مخالفین کو اُکساتا تھا۔ جنگ بدر میں قریش کی شکست کے بعد اُس نے مکہ جاکر مسلمانوں کے خلاف خوب شعر وشاعری کی اور کشتگانِ بدر کے مرثیے لکھے جن میں انتقام لینے کی تحریص وترغیب تھی۔ جب واپس مدینہ آیا تو شاعری کے ذریعے لوگوں کو آنحضرتؐ کے خلاف برانگیختہ کرنا شروع کر دیا۔ (نعمانی، ۲۰۰۵ء، ج۱)

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

علامہ شبلی کہتے ہیں : "عربوں میں شاعری کا وہ اثر تھا جو آج یورپ میں بڑے بڑے دانش وروں کی تقریروں اور نامور اخبارات کی تحریروں کا ہوتا ہے۔" (نعمانی، ۲۰۰۵ء، ج ۱) جب نظام ابلاغ اسلامی نے باطل کے پروپیگنڈے کا توڑ کرنے کا فیصلہ کیا تو رائے عامہ سے اسلام کے خلاف منفی اثرات کو ختم کرنے اور مثبت اثرات مرتب کرنے میں حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ، کعبؓ بن مالک، حضرت ثابتؓ بن قیس نے وہ اہم کردار ادا کیا جو آج کل کے مسلم صحافیوں کیلئے نمونہ ثابت ہو سکتا ہے

کفار اور مشرکین نے اپنے آباو اجداد کے دین پر تعصب اور ناحق طرف داری کے سبب نہ صرف آسمانی صداقت اور بے لاگ حقیقت کو ٹھکرا دیا بلکہ اس کو اپنے جھوٹے پروپیگنڈے کی بھینٹ چڑھانے کی اَن تھک کوشش کی۔ حق و باطل کے ابلاغ میں اُس دَور کے ماہرین ابلاغ کی مسابقت کی کوششیں برابر جاری رہیں مگر غلبہ بالآخر حق اور صداقت کا ہوا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ابن خلدون اپنے "مقدمہ" میں لکھتے ہیں :

"دورِ اسلامی کے شعرائے عرب کا کلام بلاغت و فصاحت میں شعرائے جاہلیت کے کلام سے کیوں بلند اور ارفع ہے؟ نظم کی طرح نثر میں بھی یہی حال ہے۔ اسی لئے حسان بن ثابتؓ، عمر بن ابی ربیعہ، حطیہ، جریر، فرزدق، نصیب، عیلان، ذی الرّمہ، احوص اور بشار کے اشعار، خطبات اور عبارات و محاورات (یعنی صحافت اور ادب (کا پلّہ نابغہ، عنترہ، ابن کلثوم، زہیر، علقمہ بن عبدہ، طرفہ بن العبد کے کلام سے بہت اونچا ہے۔ صاحب نظر شخص کا ذوقِ سلیم خود اس فرق کو محسوس کر لیتا ہے۔ اس حقیقت کی وجہ یہ ہے کہ دورِ اسلامی کے ماہرین ابلاغ کو خوش قسمتی سے قرآن و حدیث کے معجزانہ کلام کو سننے اور اس کا اسلوب سمجھنے کا اتفاق ہوا اور اُن کی طبائع میں یہ اسلوب رچ بس گیا۔ اس لئے وہ آسمانِ بلاغت کے ستارے بن کر چمکے۔ (ابن خلدون، ۲۰۰۳ء)

آنحضور ﷺ کی ذات کے خلاف یہودیوں کے پروپیگنڈے کے سبب قریش کا جوشِ انتقام اس حد تک بھڑک اُٹھا کہ قریش نے بنو نظیر کو پیغام بھیجا کہ "محمد (ص) کو قتل کر دو ورنہ ہم خود آکر تمہارا استیصال کر دیں گے۔" (نعمانی، ۲۰۰۵ء، ج ۱، ص ۴۰۹)

جہاں تک کعب کے پروپیگنڈے کا تعلق تھا تو صحابہؓ اور شاعرہ صحابیاتؓ نے اشعار ہی میں ان کے جوابات دیئے۔ مگر اس یہودی نے عین اس وقت جب جنگ بدر کی آگ ابھی ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی دوبارہ جنگ کی آگ بھڑکانے کی علانیہ سازشیں شروع کر دیں اور مکہ جا کر قریش کو آمادۂ جنگ کیا۔ اس پر حضورؐ نے اذنِ الٰہی سے مداخلت کی اور کعب بن اشرف اپنے انجام کو پہنچا۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

ایرانی سپریم لیڈر آیۃ اللہ خامنہ ای نے سوشل میڈیا کی آزادی پر فخر کرنے والوں پر تنقید کرنے کے ساتھ ساتھ میڈیا پر کنٹرول کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور اسے دشمنوں کی نفسیاتی جنگ سے نمٹنے کا ایک اہم طریقہ قرار دیا (خامنہ ای، ۱۴۰۰ش۔ب) ان کی نظر میں سوشل میڈیا کی بھاگ ڈور کو معلومات کے لحاظ سے، رپورٹنگ، ان کی دی گئی معلومات کا تجزیہ، اور بین الاقوامی استبداد کے کنٹرول میں دینا، عوام کو بے بس کرنے کے مترادف ہے، اس لیے قومی معلوماتی نیٹ ورک کی تشکیل آج کی ضروریات میں سے ایک ہے۔ اسی لیے رہبر معظم، مسئولین کی طرف سے اس مسئلے میں کوتاہی کرنے پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ (خامنہ ای، ۱۳۹۹ش)

سوشل میڈیا کے مواقع

سوشل میڈیا میں دشمن کی ثقافتی یلغار اور اسلامی حد و حدود، ملکی اور قومی اقدار کا دفاع کرنا، اسلامی تعلیمات کی رو سے اللہ کی راہ میں ایک طرح کا جہاد ہے، جس طرح دشمن سوشل میڈیا کے توسط سے اسلام کے تعاقب میں ہے، اسی طرح ہم بھی اس کے استعمال کو ایک فرصت سمجھتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کی غرض سے درست استعمال کرکے ایک فرصت میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ ان فرصتوں کی ایک لمبی فہرست بن سکتی ہے ذیل میں کچھ موارد کو بیان کیا جاتا ہے:

ا۔ الیکٹرانک گورنمنٹ اور لوگوں کی بہترین خدمت

الیکٹرانک گورنمنٹ (e-Government) کے کئی اہم فائدے ہیں جو حکومت اور عوام دونوں کے لیے سہولت اور شفافیت فراہم کرتے ہیں:

- سرکاری خدمات کی آسانی اور تیز رفتاری: الیکٹرانک نظام کے ذریعے سرکاری خدمات آن لائن دستیاب ہوتی ہیں جس سے عوام کو دفاتر کے چکر لگانے کی ضرورت کم ہو جاتی ہے اور خدمات تیزی سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔
- شفافیت اور کرپشن میں کمی: الیکٹرانک گورنمنٹ کے ذریعے معاملات کا ریکارڈ خودکار اور محفوظ ہوتا ہے، جس سے بدعنوانی کے امکانات کم ہوتے ہیں اور شفافیت بڑھتی ہے۔
- اخراجات میں کمی: ڈیجیٹل نظاموں کے استعمال سے کاغذی کام، وقت اور انسانی وسائل کی بچت ہوتی ہے، جس سے حکومت کے اخراجات کم ہوتے ہیں۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

- بہتر انتظام اور کارکردگی: الیکٹرانک گورنمنٹ کے ذریعے ڈیٹا کی بہتر مینجمنٹ ممکن ہوتی ہے، جس سے پالیسی سازی اور فیصلے زیادہ موثر اور بروقت ہو سکتے ہیں۔
- عوامی شمولیت اور سہولت: آن لائن پلیٹ فارمز کے ذریعے عوام حکومت کے ساتھ آسانی سے رابطہ کر سکتے ہیں، شکایات درج کر سکتے ہیں اور معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔(SSL.com, n.d)

یہ فوائد مجموعی طور پر حکومتی نظام کو زیادہ موثر، شفاف اور عوام دوست بناتے ہیں، جس سے ملک کی ترقی میں مدد ملتی ہے الیکٹرانک گورنمنٹ سے مراد انتظامی نظام کی پالیسیوں کے نفاذ کے لیے معلوماتی ٹیکنالوجی کا استعمال ہے۔" (پور اسماعیل، رجبی و بنار، ۱۳۹۷ش) ملکی پیداوار کو بہتر بنانے اور عوامی خدمات کی فراہمی کے لیے ساتویں پنج سالہ منصوبے کی عمومی پالیسیوں کے اصول ۲۵ کے تحت، امام خامنہ ای الیکٹرانک حکومت کے نفاذ پر زور دیتے ہیں۔ (خامنہ ای، ۱۴۰۱ش)

باقی اسلامی ممالک کی طرح انقلاب اسلامی کے بعد ایران بھی الیکٹرانک سیسٹم کا قایل ہوا اور اس حوالے سے بہت زیادہ ترقی بھی کی ہے جیساکہ ایران کے سپریم لیڈر حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای اس بابت بیان کرتے ہوئے اس کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں، کیونکہ الیکٹرانک حکومت، لوگوں کی زندگیوں کو آسان بنانے کا موجب بن جاتی ہے: "ان میں سے ایک وہ چیز جس سے حکومت کو اپنے مقاصد اور اہداف میں شامل کرنے کی ضرورت ہے وہ، لوگوں کی زندگی کو آسان بنانا ہے۔ اور لوگوں کو آسانی سے زندگی گزار کی سہولت فراہم کرنا ہے یہ ایک اہم موضوع ہے کہ اگر انسان اس کو کھول کر بیان کرے تو ہم دیکھیں گے کہ بہت سے معاشی مطالبات، بہت سے کام جو حکومت سے متعلق ہیں، وہ یہی الیکٹرانک حکومت ہے۔ (خامنہ ای، ۱۳۸۹ش)

" سابِقوا إِلی مَغفِرَةٍ مِن رَبِّکُم؛ اپنے رب کی مغفرت اور بخشش؛ کی طرف سبقت لے لو " (خامنہ ای، ۱۳۸۲ش) اور آیت «وَأَعینُهُم تَفیضُ مِنَ الدَّمعِ حَزَنًا» (توبہ: ۹۲)؛ "اور ان کی آنکھیں غم کے آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں"، کی مدد سے ان لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو خدا کی راہ میں جہاد اور صدقہ سے محروم ہونے کی وجہ سے رو رہے تھے؛ وہ نصیحت کرتے ہیں کہ ذمہ داری قبول کرنے اور اس راہ میں جدوجہد کرنے کی خواہش عوام کی خدمت کے لئے ہو (نہ کسی اور ہدف کے لئے)۔ (خامنہ ای، ۱۳۷۱ش)

۲۔ سوشل میڈیا، اچھی چیزوں کی تبلیغ اور پھیلانے کا ذریعہ

اس وقت پاکستان میں سب سے زیادہ اثر و نفوذ الیکٹرانک میڈیا کا ہے۔ پاکستان میں ۴-۵ کروڑ افراد ایسے ہیں جو روزانہ ٹی وی دیکھتے ہیں، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ الیکٹرانک میڈیا اگر کسی سے ڈرتا ہے تو وہ سوشل میڈیا ہے۔ اس لیے سوشل میڈیا ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے ہم الیکٹرانک میڈیا پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اس کا بارہا تجربہ بھی کیا جا چکا ہے۔ جب عالمی یوم حجاب کا موقع آیا تو سوشل میڈیا نے اس پر بھرپور مہم چلائی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ الیکٹرانک میڈیا کو حجاب پر پروگرام کرنا پڑا۔ ۱۲ سے ۱۵ پروگرامات حجاب کے موضوع پر ہوئے۔ اسے ہم آیندہ رجحان ساز کے طور پر بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ کراچی میں انتخابی فہرستوں کی تیاری میں ہونے والی دھاندلیوں کو بھی سوشل میڈیا کے ذریعے نمایاں کیا گیا جس کے نتیجے میں الیکشن کمیشن کو نوٹس لینا پڑا۔ یہ سوشل میڈیا نے ہی بتایا کہ ایک گھر میں سو ووٹ ہیں تو دوسرے گھر میں ۲۰۰ اور کہیں ۵۰۰ ووٹ۔ بالآخر الیکٹرانک میڈیا اسے نشر کرنے پر مجبور ہوا اور الیکشن کمیشن کو بھی اس کا نوٹس لینا پڑا۔ برما میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم کو بھی سوشل میڈیا نے اُجاگر کیا۔ او ہمارے اس دور میں تو اس کی طات کا اندازہ آپ فلسطین کے مظلوموں کی آواز ہے اس دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئی ہے اور آج مغرب والے مسلمانوں سے زیادہ فلطین اور غزہ کے مظلوم عوام مسلمانوں کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر الیکٹرانک میڈیا پر کوئی چیز دوسرے رخ پر جا رہی ہے تو سوشل میڈیا کے ذریعے اس کا رُخ بھی موڑا جا سکتا ہے، جیسے ملالہ کے مسئلے پر پورا الیکٹرانک میڈیا ایک سمت میں جا رہا تھا، لیکن ہماری مہم کے نتیجے میں وہ پورے کا پورا ایشو دوسرا رخ اختیار کر گیا۔ پاکستان میں اس وقت ۹۰ فی صد لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ملالہ کا ایشو جعلی تھا جس میں کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہے۔

ایران کے سپریم لیڈر حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای نے سوشل میڈیا کے ذریعے اچھی چیزوں کو فروغ دینے اور پھیلانے کے مواقع کی اہمیت کے بارے میں فرمایا: "یہ سہولت فراہم کرنے والے اوزار، جیسے کہ کمپیوٹر، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور سائبر اسپیس، جواب آپ کے اختیار میں ہیں۔ اگر آپ یہ سیکھ جاتے ہیں، تو اپنی ایک درست بات ہزاروں ایسے سامعین تک پہنچا سکتے ہیں جنہیں آپ نہیں جانتے ہیں۔ یہ ایک شاندار موقع ہے؛ اس موقع کو ضائع نہ ہونے دیں۔ اگر یہ موقع ضائع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ اور مجھ سے سوال کرے گا۔ (خامنہ ای، ۱۳۹۱ش)

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

دانشمندان سوشل میڈیا میں اچھے اور صحیح افکار پھیلانے اور اس میدان میں پھیلائے جانے والے شبہات کا جواب دینے کو جہاد کی ایک قسم سمجھتے ہیں، جو کہ قرآن کا حکم ہے: "تم (نوجوانوں) میں سے ہر ایک اپنا فرض سمجھ کر اپنے ارد گرد کے ماحول کو ایک نور اور چراغ کی مانند روشن کریں۔" آج خوش قسمتی سے صحیح افکار کو پھیلانے کے لئے یہ میدان کھلا ہے۔ میڈیا یہاں بہت ساری، پریشانیوں کا باعث بنا ہے وہاں، بڑی برکات بھی رکھتا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، آپ صحیح افکار کو پھیلائیں، اشکالات اور شبہات کے جوابات سوشل میڈیا میں منتشر کر سکتے ہیں اور آپ اس میدان میں حقیقی معنوں میں جہاد کر سکتے ہیں۔ (خامنہ ای، ۱۴۰۰ش)

۳۔ ایک علمی تحریک کو ایجاد کرنا

سوشل میڈیا کے امکانات ان خالص مواقع میں سے ایک ہے جنہیں علمی اور تحقیقی مراکز ملک کی علمی ترقی کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے بارے میں امام خامنہ ای فرماتے ہیں: "یونیورسٹی کو تدریس کے لحاظ سے ایک متحرک میدان میں تبدیل کرو؛ اساتید کے ساتھ طلباء کے میل جول، استاد کی نقل و حرکت، استاد کا مطالعہ، استاد کی علمی مراکز تک رسائی اور علمی معلومات، علمی نشریات تک رسائی، جو کہ آج خوش قسمتی سے انٹرنیٹ اور دیگر مواصلاتی ذرائع کی موجودگی میں، ماضی کی نسبت بہت آسان ہو گیا ہے۔ یونیورسٹی کو ایک ایسی عوامی اسمبلی میں تبدیل کریں جو مسلسل بحث و مباحثہ و ہر وقت کام میں مشغول ہو۔ اور طالب علم کو ترقی کی راہ پر گامزن اور اس کی تربیت کرے" (خامنہ ای، ۲۰۱۶ء)

قرآن کریم اور معصومین علیہم السلام کی روایات میں علمائے کرام کی فضیلت، علم اور علم کی ترغیب دینے کے بارے میں بہت سے مطالب اور بیانات موجود ہیں جن میں سے صرف چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے: «یَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنْکُمْ وَ الَّذِینَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجاتٍ» (مجادلہ: ۱۱)؛ خدا ان لوگوں کو بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور وہ جنہیں علم دیا گیا ہے۔" قرآن ایک اور جگہ مومنوں کو علم سیکھنے کی ترغیب دیتا ہے: «فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّکْرِ إِنْ کُنْتُمْ لا تَعْلَمُونَ» (نحل: ۴۳) پس اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھ لو۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے علم سیکھنے کی ضرورت کے بارے میں فرمایا: علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (امام ششم جعفر بن محمد علیہ السلام)، ۱۴۰۰ق، ص ۱۳)

۴۔ سوشل میڈیا، شکوک و شبہات کو پہچان کر ان کا جواب دینے کا ذریعہ

شبہہ کا مطلب ہے اشکال، اعتراض، شک پیدا کرنا، اشتباہ میں ڈالنا اور یقینی نہ ہونا۔ (سجادی، ۱۳۷۳ش، ج ۲، ص ۱۰۳۷) شبہے میں دو چیزیں آپس میں مماثلت کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہو سکتیں: «وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ» (نساء: ۱۵۷)؛ انہوں نے عیسی کو قتل یا پھانسی نہیں دی ہے بلکہ ان پر شبہ ہوا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے شک کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: «إِنَّمَا سُمِّيَتِ الشُّبْهَةُ شُبْهَةً لِأَنَّهَا تُشْبِهُ الْحَق» (شریف الرضی، ۱۴۱۴ق، ص ۸۱، خطبہ ۳۸؛ تمیمی آمدی، ۱۳۶۶ش، ص ۷۲) "شبہہ کو اس لئے شبہہ نام دیا گیا ہے کہ یہ حق کے مشابہ ہے" باطل کے حامی اپنے الفاظ کو اس طرح ایڈجسٹ اور ظاہر کرتے ہیں کہ لوگ ان کو حق اور صحیح سمجھنے لگتے ہیں، اس سے حقیقت لوگوں سے چھپ جاتی ہے۔ لہٰذا اسلام اور ایران کے دشمن ثقافتی یلغار، سوفٹ وار اور اپنے تسلط کی وجہ سے، سوشل میڈیا پر لوگوں کے ذہنوں میں ہر قسم کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیے ہر طرح کا حربہ استعمال کرتے ہیں۔

قرآن کریم ہمیں شکوک و شبہات سے بچنے کی نصیحت کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم شک اور شبہے میں نہ پڑیں اور اگر کسی شبہے میں پڑیں تو ہمیں اس شبہے سے دوری کی راہ تلاش کرنی چاہیے، تاکہ ہمارے اندر کوئی شک وشبہہ باقی نہ رہے، اس سلسلے میں قرآن فرماتا ہے: «وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولً» (اسراء: ۳۶) "جس چیز کو تم نہیں جانتے اس کی پیروی نہ کرو، کیونکہ کان، آنکھ اور دل سب سے سوال کیا جائے گا"۔

بلاشبہ، ہم اس بات کو فراموش نہ کریں کہ عام طور پر، شک کی وادی ایک خطرناک وادی ہے کہ جس میں ہر کوئی شکوک اور شبہات کا جواب دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ لہٰذا، عقلمند لوگ شکوک و شبہات کے جال میں پھنسنے سے پہلے، اپنے زمانے کو پہچاننے کے ساتھ اپنی علمی ضروریات کے حصول میں کوشاں ہوتے ہیں تاکہ اپنی حفاظت کر سکیں اور اگر مخالفین کا سامنا ہو تو سر تسلیم خم نہ ہوں (اور صحیح جواب دے سکیں)۔ اللہ تعالیٰ اس معاملے میں یوں نصیحت کرتا ہے: «الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَ أُولَئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَاب» (زمر: ۱۸) «وہ لوگ جو کلام کو سنتے ہیں اور اس میں سے جو بہترین ہے اس کی پیروی کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی ہے اور وہی عقلمند ہیں۔»

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

آیت کے آخر میں جو لطیف نکتہ آیا ہے وہ یہ ہے کہ صرف مفکرین اور صاحب نظر افراد جو "قول احسن" کو تشخیص دینے کی طاقت اور صلاحیت رکھتے ہیں وہ شکوک و شبہات اور تنقید کی وادی میں داخل ہو سکتے ہیں اور صحیح اور غلط کی تمیز کر سکتے ہیں، ہر کسی کے بس کی بات نہیں کہ وہ کسی بھی سن و علمی سطح میں ہو اور اس وادی میں داخل ہو۔ لہٰذا جب تک کوئی شخص اپنے عقائد کی تصدیق درست اور معتبر ذرائع سے نہ کر لے اور شکوک و شبہات کا جواب دینے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اسے اس وادی میں قدم نہیں رکھنا چاہیے۔

امام صادق علیہ السلام اس مسئلہ کو ایک خوبصورت انداز میں یوں بیان کرتے ہیں: «الْعَالِمُ بِزَمَانِهِ لَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ اللَّوَابِسُ»؛ (کلینی، ۱۴۰۷ق، ج۱، ص۲۷؛ ابن شعبہ حرانی، ۱۳۶۳ ش، ص۳۵۶) جو کوئی اپنے زمانے (کی نشیب و فراز) کو پہچانتا ہو وہ زمانے کی شبہات کا شکار نہیں ہوتا۔»

یہی وجہ ہے کہ امام خامنہ ای نے امام صادق علیہ السلام یونیورسٹی کے پروفیسروں اور منتظمین کو مخاطب کرتے ہوئے (نہ کہ عام لوگوں کو) فرمایا کہ سوشل میڈیا، شکوک و شبہات کی شناخت اور ان کا جواب دینے کے لئے ایک بہترین فرصت اور موقع ہے: "آج آپ لوگ یہ دیکھیں کہ فرض کریں وہ شخص جس کے ہاتھ میں ایک ٹیبلٹ ہو، وہ تمام منحرف خیالات اور نادرست باتوں کا اپنی ظرفیت اور صلاحیت کے لحاظ سے سامنا کر سکتا ہے۔ اس معاملے کو آپ اس نقطہ نظر سے دیکھیں کہ آپ اس میں کتنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ میری نظر میں، میڈیا کے یہ نئے ذرائع بہترین فرصت بھی ہیں اور خطرناک بھی ہیں۔ دو اعتبار سے دیکھا جا سکتا ہے یا فرصت ہے اور ایک اعتبار سے خطرناک ہیں۔ خطرناک ہیں، کیونکہ ممکن ہے ان باتوں اور شبہات کا نوجوانوں اور غیر نوجوانوں کے ذہنوں پر (منفی) اثرات مرتب ہوں اور ان کو منحرف کر دیں۔ یہ سوشل میڈیا کے ذرائع کی خطرے کی جہت ہے۔ لیکن یہی سوشل میڈیا کے ذرائع ایک اتبار سے فرصت ہیں وہ یہ کہ ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کیا شکوک و شبہات موجود ہیں۔ ہمارے روز مرہ کے کاموں میں ایک مشکل یہ ہے کہ ہم شبہات کو نہیں پہچانتے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سے حضرات، طالب علم کو پیش آنے والے مسائل کا سامنا کرتے ہیں لیکن جو کچھ اس کے دل و دماغ میں (شبہات کی صورت میں) گزرتا ہے اس کو نہیں جانتے ہیں۔ سوشل میڈیا اور وسیع سائبر اسپیس کی بدولت، ہم اس بات کو کشف کر سکتے ہیں کہ آج ہمارے معاشرے میں کونسی چیزیں بیان ہوتی ہیں۔ یہ ایک بہت ہی قیمتی فرصت اور موقع ہے۔ سوشل میڈیا کی دوسری فرصت اور موقع یہ ہے۔ کہ اس کے ذریعے ہم شک اور شبہے کو دور اور اسے ختم کر سکتے ہیں۔ اس لیے جیسا کہ کہا گیا ہے "کہ ہر

مشکل اپنے ساتھ دو آسانیاں لے کر آتی ہے" یہاں پر یہ خطرہ اپنے ساتھ دو مواقع اور فرصت رکھتا ہے اور ان دونوں مواقع سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہیے"۔ (خامنہ ای، ۱۳۹۶ش)

ڈاکٹر طاہر القادری اپنے ادارے کے رسمی پیج پر ثنا اللہ طاہر کی طرف سے جاری کردہ ایک بیان میں یہ ذکر آیا ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کی صورت میں میسر سہولت کسی خاص طبقہ کی جاگیر نہیں بلکہ اس میں ساری انسانیت کا آزادانہ حصہ ہے، خیر و شر کے لشکروں میں سے جو جتنا چاہے اس سے حاصل کرلے۔ ایک ایسے وقت میں جب ان ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے سماج کو اعلیٰ اقدار سے محروم کر کے انسانیت کا وجود خطرے میں ڈالا جا رہا ہے اور اسے خوشنما ناموں کے ساتھ زہرِ ہلاہل پلائی جا رہی ہے، بحیثیتِ مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم انسانیت کو ساحلِ نجات بخشنے کا سبب بنیں اور اسے تمدن کی وادیوں میں تہذیب و شائستگی کے جام پلانے کا جدید انداز اختیار کریں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«فَوَاللهِ لَأَنْ یَّهْدِیَ اللهُ بِکَ رَجُلاً وَاحِداً خَیْرٌ لَکَ مِنْ أَن یَکونَ لک حُمْرُ النَّعَمِ» (بخاری، ۱۴۲۲ق، ۴۲۱۰؛ مسلم، ۱۴۲۷ق، ۲۴۰۶) "اللہ کی قسم! اگر ایک آدمی بھی تمہارے ذریعہ راہِ ہدایت پا جائے، یہ چیز تمہارے لئے سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔"

جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کو صیہونی سازش، مغربی تہذیب کے فروغ کے آلات اور شیطانی کھلونے قرار دے کر ان سے فرار اختیار کرنا، دراصل اس پورے میدان کو خالی اور نوجوان نسل کو بے یار و مددگار چھوڑنے کے مترادف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ (ص) نے اس کے اعلان اور دعوتِ اسلام کے لئے خاص طور پر صفا کی چوٹی کا انتخاب فرمایا۔ آپ (ص) کا یہ انتخاب محض اتفاق نہیں تھا بلکہ آپ (ص) نے اہلِ مکہ کے اُسی پلیٹ فارم کو استعمال کیا جو ان کے ہاں رائج اور مؤثر تھا۔ اہلِ مکہ کا رواج تھا کہ انہیں جب بھی کسی نہایت اہم بات کی خبر دینی ہوتی تو صفا کی چوٹی پر چڑھ کر آواز لگاتے۔ صفا کی چوٹی پر ہونے والا اعلان اس بات کی علامت ہوتا تھا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے جس کی خبر دینا مقصود ہے۔ تمام اہلِ مکہ اہتمام کے ساتھ جمع ہوتے اور ہمہ تن گوش اعلان سنتے۔ گویا اہلِ مکّہ کے ہاں اخبار و واقعات اور افکار و خیالات کے ابلاغ کا یہ سب سے اہم، مؤثر، تیز اور سہل ذریعہ تھا۔ (طاہر، ۲۰۲۱ء)

اسلامی تعلیمات کا تقاضا یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کے تمام مؤثر ذرائع کو دین مبین کی دعوت و تبلیغ، اسلام، پیغمبر اسلام (ص)، اسلامی شعائر اور اسلامی افکار و نظریات کے دفاع کے لیے استعمال کیا جائے۔ ایک ایسے وقت

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

جب دنیا گلوبل ولیج کی شکل اختیار کر چکی ہے اور ذرائع ابلاغ کے مؤثر ذرائع دنیا بھر میں پیغام رسانی کے لیے عام ہو چکے ہیں، ان کے مثبت استعمال کے ذریعے دنیا بھر میں اور اقوام عالم میں اسلام کے بارے میں بے بنیاد شکوک و شبہات، مغربی دنیا اور غیر مسلم حلقوں کے اٹھائے گئے بے بنیاد اعتراضات و شبہات کے مثبت اور مدلل انداز میں جوابات دیے جائیں اور دنیا پر یہ ثابت کیا جائے کہ اسلام دین بر حق، دین انسانیت اور فطرت کے عین مطابق مذہب ہے۔ (نعیم، ۲۰۲۴ء)

پاکستان میں سوشل میڈیا کے لیے میسر مواقع

پاکستان ٹیلی کیمونیکشن اتھارٹی کی حالیہ رپورٹ کے مطابق ملک میں تمام پلیٹ فارمز پر سوشل میڈیا صارفین کی تعداد سولہ کروڑ سے زائد ہے۔ ملک میں سب سے زیادہ یوٹیوب صارفین ہیں جن کی تعداد سات کروڑ ستر لاکھ ہے، اسی طرح فیس بک کے صارفین کی تعداد پانچ کروڑ اکہتر لاکھ ہے۔ یوٹیوب کے مرد صارفین کا تناسب ۷۲ فیصد جبکہ خواتین کا ۲۸ فیصد ہے۔اسی طرح فیس بک کے ۷۱ فیصد مرد صارفین ہیں اور ۲۲ فیصد خواتین ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ٹک ٹاک صارف ایک کروڑ تراسی لاکھ ہیں، ان میں بیاسی فیصد مرد ٹک ٹاکرز ہیں اور خواتین اٹھارہ فیصد ہیں۔ پاکستان میں انسٹا گرام صارفین کی تعداد ایک کروڑ اڑتیس لاکھ ہے اور ان میں پینسٹھ فیصد مرد اور چونتیس فیصد خواتین ہیں۔

جدید دور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ یہ ڈیجیٹل دور بھی کہلاتا ہے، دور حاضر کے تقاضوں سے عہدہ برا ہونے کے لیے سوشل میڈیا کو ذمہ داری سے استعمال کرنا بہت اہم ہے۔ (ملک میں سوشل میڈیا صارفین۔۔۔۔۲۰۲۴ء)

اسی لئے سوشل میڈیا کے مثبت مواقع کے پیش نظر کچھ نکات غور طلب ہیں جس سے سوشل میڈیا کو ایک باہدف ابزار کے طور پر لیا جاسکتا ہے:

- **غیر روایتی میڈیا** : سوشل میڈیا ایک غیر روایتی میڈیا ہے۔ اس نے کئی پہلوؤں کی بنیاد پر رسمی پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ سوشل یا ڈیجیٹل میڈیا نے خبر کی رفتار اور رسائی کے لیے لوگوں کو نئے مواقع فراہم کیے ہیں۔ اب رائے عامہ کی تشکیل میں روایتی میڈیا کی گرفت کمزور ہو گئی ہے، اب سوشل میڈیا ایک نئی طاقت کے طور پر سامنے آیا ہے اور اس کا ادراک ہر سطح پر ہونا چاہیے۔ جس کے لئے بہترین نمونہ فلسطین پر اسرائیلی حملہ اور ان کے ت اوپر کئے جانے والے

مظالم جنہیں چھپانے کی تمام تر کوں کے باوجود میڈیا کی طاقت نے انکی مظلومیت کو دنیا کے ہر آزادی خواہ کے کانوں تک پہنچایا۔

- **روزگار کے وسیع مواقع**: سوشل میڈیا نے بیروزگاری کو کافی حد تک کم کیا ہے۔، دیہاتوں، قصبوں اور دور دراز علاقوں میں عوام کی اکثریت کے پاس موبائل انٹرنیٹ کی سہولت موجود ہے جہاں نسبتاً کم پڑھے لکھے افراد بھی مثبت انداز سے کسی بھی موضوع پر ویڈیو بنا کر اپ لوڈ کرتے ہیں اور باآسانی پیسے کما سکتے ہیں۔
- **رابطے کا ذریعہ**: سوشل میڈیا جیسے انسٹا گرام، وٹس ایپ، فیس بک وغیرہ کے ذریعے ہم ہمہ وقت اپنے پیاروں، دوستوں اور عزیزوں سے رابطے میں رہ سکتے ہیں، ہم پوری دنیا کے انسانوں کو اپنا پیغام تحریر اور تقریر یعنی ویڈیو پیغامات کے ذریعے بھی پہنچا سکتے ہیں۔
- **سیاست میں کردار**: ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ ساتھ اب ترقی پذیر ممالک میں بھی سوشل میڈیا سیاست میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ مختلف سیاسی پارٹیاں دور دراز کے عوام تک اپنا پیغام سوشل میڈیا کے توسط سے باآسانی پہنچا سکتی ہیں۔ یہ عوام میں ایک موثر اور مضبوط سیاسی بیانیہ بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔
- **اظہار رائے کا نیا انداز**: سوشل میڈیا نے روایتی سوچ کو شکست دی ہے اور اظہار رائے کے لئے نئے ٹرینڈز اور جدید ٹیکنالوجی فراہم کی ہے، اس پر تنقید بھی بہت کی جاتی ہے لیکن حیرت تو یہ بھی ہے کہ اس کے نقاد بھی اسے ہی استعمال کرتے ہیں۔
- **مطالعے کے نئے رجحانات**: سوشل میڈیا نے مطالعے کے نئے رجحانات کی ابتدا کی ہے۔ اب بہت سی ای بکس دستیاب ہیں جنہیں ہم اپنی مرضی سے جب چاہیں پڑھ سکتے ہیں
- **معلومات کا اشتراک**: یہ کسی بھی موضوع پر بروقت معلومات جیسے صحت، سپورٹس اور دیگر موضوعات کی اپ ڈیٹس فراہم کرتا ہے، سوشل میڈیا آن لائن تعلیم کے ضمن میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- **کاروباری تشہیر**: سوشل میڈیا کاروباری تشہیر کے لیے بھی اہم ہے یہاں ایک جیسے علم اور مہارت رکھنے والے لوگ باآسانی ایک گروپ میں بات چیت کر سکتے ہیں۔ بسا اوقات کئی لوگ براہ راست

اپنی مصنوعات کی تشہیر کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں، سوشل میڈیا ان کو ماہرین کی خدمات مہیا کرتا ہے۔ یہاں فیس بک اور وٹس ایپ پر بہت سے گروپس تشکیل دیئے جا سکتے ہیں جہاں کاروباری امور سے متعلق آگاہی اور تشہیر باآسانی کی جاسکتی ہے۔

- **معلوماتی اور تعلیمی لیکچرز:** سوشل میڈیا جیسے ہم فیس بک کی بات کریں تو یہاں کئی لیکچرز لائیو اور بالکل فری ہوتے ہیں۔ ان گروپ ڈسکشنز میں شرکت کر کے آپ اپنی ذاتی مہارتوں کو بڑھا سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے کسی ایک خاص فیلڈ کے ماہرین کو تلاش کرنا بھی بہت آسان ہو گیا ہے اور اس طرح کیریئر کوچنگ بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہم کسی فرد واحد یا پوری ٹیم سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔
- **اہم موضوعات پر آواز اٹھانا:** سوشل میڈیا ایک مؤثر ہتھیار ہے۔ اس کے ذریعے ہم ان موضوعات پر بات کر سکتے ہیں جن کے بارے میں عوام کی ایک بڑی تعداد کو آگاہ کرنا ہو۔ جیسے کینسر کے خلاف مہم، نسلی امتیاز کے خلاف آگاہی فراہم کرنا، روڈ سیفٹی یا صاف پانی کی فراہمی، خواتین یا بچوں پر تشدد کے خلاف موٴثر انداز میں آواز اٹھائی جاسکتی ہے۔
- **تفریح کے ذرائع:** سوشل میڈیا تفریح کا بھی ذریعہ ہے، آپ اپنی پسند کی ویڈیوز باآسانی ایک کلک کر کے دیکھ سکتے ہیں، شعر وشاعری، ادب یا موسیقی کا انتخاب اور ترجیح آپ کی اپنی ہوتی ہے۔
- **تخلیقی صلاحتیں:** سوشل میڈیا انسان میں تخلیقی صلاحتیوں کے بہتر اظہار کے لیے بھی راہ ہموار کرتا ہے، ہم اپنی رائے کو ان پلیٹ فارمز کے ذریعے مؤثر بنا کر پیش کر سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز آج کے دور میں بہت اہمیت کے حامل ہیں تاہم اس پر بہت تنقید بھی کی جاتی ہے کہ اس کے بے لگام استعمال سے منفی خبریں پھیلتی ہیں، افواہوں کا بازار گرم ہوتا ہے۔ کسی کے بارے میں کوئی بھی منفی رائے سوشل میڈیا پر ایک دم عام کر دی جاتی ہے اور لوگ بغیر تحقیق کے سوشل میڈیا کی اندھا دھند تقلید کرتے ہیں
- **سائبر کرائمز بل:** پاکستان میں ۱۱ اگست ۲۰۱۶ کو سائبر کرائمز بل کی منظوری دے دی گئی تھی جس کے تحت ۲۳ ایسے جرائم کی وضاحت کی گئی ہے جن پر ضابطہ فوجداری کی تیس دفعات لاگو ہو سکیں گی۔ معلوماتی نظام یا ڈیٹا تک غیر مجازی رسائی پر تین ماہ قید، پچاس ہزار جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی

ہیں۔ بین المذاہب، فرقہ وارانہ یا نسلی منافرت کو بڑھاوا دینے والی معلومات تیار کرنے یا اسے نشر کرنے پر سات سال قید اور جرمانے کی سزائیں دی جائیں گی۔

- **سوشل میڈیا اور بے لگام آزادی:** بغیر کسی اختیار کے کسی دوسرے شخص کی شناختی معلومات حاصل کرنے، فروخت کرنے، قبضے میں رکھنے، منتقل کرنے، استعمال کرنے پر تین سال تک کی قید یا پچاس لاکھ روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔ جس شخص کی معلومات استعمال کی جائیں وہ اپنی معلومات کو روکنے کے لیے اتھارٹی کو درخواست دے سکتا ہے جو مناسب اقدامات کرے گی۔ اسی طرح کئی دیگر قوانین بھی بنائے گئے ہیں اور ان کے تحت گرفتاریاں عمل میں لا کر سزائیں بھی دی جا رہی ہیں۔ تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ سوشل میڈیا کو باقاعدہ ایک منظّم دھارے میں لایا جائے، عوام کو بلاشبہ آزادی حاصل ہو لیکن بے لگام آزادی پر روک لگائی جائے۔ سوشل میڈیا میں تبلیغی سرگرمیاں انجام دینے کی ضرورت کے اثبات کے لیے، مختلف قرآنی تعلیمات اور بیانات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے، جن میں تبلیغ، اطلاع، دعوت، ہدایت، تنبیہ، بشارت، وعظ، حکم، برائی کی ممانعت، رسالت، تعلیم، رہنمائی، اظہار، یاد دہانی اور نصیحت شامل ہیں۔ ان تمام قرآنی دستاویزات اور حوالہ جات کا بیان اس مختصر تقریر میں ذکر کرنا ممکن نہیں ہے۔

سوشل میڈیا نوجوان نسل کو تنہائی کا شکار بھی بنا رہا ہے، سوشل میڈیا پر تنقید جائز سہی لیکن کوئی بھی ایجاد بذات خود اچھی یا بری نہیں ہوتی بلکہ اصل مسئلہ اس کے اچھے یا برے استعمال پر ہوتا ہے۔ سوشل میڈیا کو استعمال کرنے کے لئے باقاعدہ پالیسیاں وضع ہونی چاہیں۔ ہمارے ملک میں سائبر کرائمز میں گزشتہ برس سترہ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ایف آئی اے کا کہنا ہے کہ سائبر کرائمز میں سب سے زیادہ شرح مالیاتی جرائم کی ہے۔ پاکستان کے عام شہریوں میں انٹرنیٹ کا استعمال زیادہ سے زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ صارفین کی ڈیجیٹل شناخت کی چوری اور آن لائن جرائم میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے، جو عوام کے لیے آئے دن کی پریشانیوں کا سبب بن رہا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے صارفین کے بینک اکاؤنٹس، کریڈٹ کارڈز کی تفصیلات اور آن لائن پاس ورڈز چوری کرنے والے ہیکرز بالعموم انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ایسے ماہر ہوتے ہیں، جن کے لیے قومی اور بین الاقوامی سرحدوں میں تفریق کوئی معنی نہیں رکھتی۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

موجودہ تناظر میں ضرورت اس بات کی ہے کہ سوشل میڈیا کا اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے اور اس کی مضرتوں سے نئی نسل کو بچایا جائے، کیونکہ جن چیزوں میں نفع اور نقصان دونوں پہلو ہوں، اور اس ذریعے کو بالکل ختم کر دینا ممکن نہ ہو تو اسلامی نقطۂ نظر سے اس کے لئے یہی حکم ہے کہ اسے مفید طریقے پر استعمال کیا جائے اور نقصان دہ پہلوؤں سے بچا جائے، جس چاقو سے کسی جانور کو حلال طریقے پر ذبح کیا جاسکتا ہے اور کسی بیمار کو نشتر لگایا جاسکتا ہے، وہی چاقو کسی بے قصور کے سینے میں پیوست بھی کیا جاسکتا ہے، تو ہمارے لئے یہی راستہ ہے کہ ہم چاقو کے صحیح استعمال کی تربیت کریں۔

خاتمہ

اپنی منفرد نوعیت اور خصوصیات کی وجہ سے، سوشل میڈیا نے خطرات اور مواقع ہمارے سامنے رکھا ہے۔ چونکہ سوشل میڈیا پر غیروں کا کنٹرول ہے،اس لئے یہ اسلام، اسلامی نظام، ملک کی جغرافیائی سرحدوں، تعلیم وتربیت، مذہب اور لوگوں کے ایمان کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے، کیونکہ دشمن اسے ثقافتی یلغار اور سوفٹ وار کے لئے ایک موثر ہتھیار کے طور پر عوام اور اسلامی نظام کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ قرآن کی گواہی کے مطابق پوری تاریخ میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ حق کے دشمنوں نے ہمیشہ حق اور اہل حق پر حملہ اور ان کو نقصان پہنچانے کے لیے کسی بھی ذریعہ اور وسیلے کو استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا ہے۔ رہبر انقلاب کی سوشل میڈیا سے متعلق اپنی خاص شناخت،اور معلومات کا قرآنی نقطہ نظر اور قاعدہ نفی سبیل کی بنا پر مسئولین کو نصیحت کرتے ہیں کہ سوشل میڈیا کو جلد از جلد دشمن کے کنٹرول سے نکال دیں۔ اور اس کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیں۔ ان کے نقطہ نظر سے ثقافتی یلغار اور دشمنوں کی سوفٹ وار کا مقابلہ کرنا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے مترادف ہے کیونکہ دشمن بہت زیادہ پیسہ خرچ کر کے ہر قسم کے شکوک و شبہات اور افواہوں کو ہوا دیتے ہیں۔ اور لوگوں کی نفسیاتی سلامتی میں خلل ڈالنے، اسلام اور اسلامی نظام سے متعلق لوگوں کے اعتماد اور ایمان کو ختم کرنے, نوجوانوں کو مذہب، مقدسات، عفت اور حیاء سے غافل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا میں دشمنوں کے خلاف جہاد کے جن مصادیق کی طرف امام خامنہ ای نے اشارہ کیا ہے، ان میں دشمنوں کے جھوٹ اور فریب کو لوگوں کے سامنے برملا کرنا، ان کے ایجنٹوں کے ساتھ قانونی، عدالتی اور پولیس کی کاروائی کرنے اور سوشل میڈیا کے انتظام کو دشمنوں کے کنٹرول سے نکال کر اپنا قومی معلوماتی نیٹ ورک تشکیل دینا، تحقیقاتی سرگرمیاں انجام دینا، لوگوں کو امید دلانا وغیرہ کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔

سوشل میڈیا اس لحاظ سے ایک فرصت ہے۔ کہ اس کے ذریعے لوگوں کی خدمت اور خدمت کو آسان اور تیز تر بنا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا کو استعمال کر کے اچھائیوں اور معارف حقہ کو کافی حد تک بہترین انداز میں پھیلانے اور لوگوں کے سوالات اور شکوک و شبہات کو دریافت کر کے ان کا جواب دیا جا سکتا ہے اور اسے ملک کی علمی ترقی کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سوشل میڈیا پر شکوک و شبہات کا جواب دینے کے لیے تحقیق، مدلل گفتگو، قانونی شعور، قواعد و ضوابط کی پابندی، اور عوامی آگاہی بنیادی ستون ہیں۔ اس کے ذریعے نہ صرف غلط فہمیوں کا خاتمہ ممکن ہے بلکہ سوشل میڈیا کو ایک مثبت اور تعمیری ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔

کتابیات

قرآن مجید

۱. ابن خلدون، عبدالرحمٰن. (۲۰۰۳ء). مقدمہ ابن خلدون (سعد حسن خان، مترجم). مرکزی اردو بورڈ.

۲. ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی. (۱۳۶۳اش). تحف العقول عن آل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم (علی اکبر غفاری، محقق). جامعہ مدرسین.

۳. امام ششم، جعفر بن محمد علیہ السلام. (۱۴۰۰اق). مصباح الشریعۃ. اعلمی.

۴. بخاری، محمد بن اسماعیل. (۱۴۲۲اق). الجامع الصحیح المختصر (صحیح بخاری). دار طوق النجاۃ.

۵. تمیمی آمدی، عبدالواحد بن محمد. (۱۳۶۶اش). تصنیف غرر الحکم و درر الکلم (مصطفیٰ درایتی، محقق). دفتر تبلیغات حوزہ علمیہ قم.

۶. جہانگیر، عیسی. (۱۳۸۸اش). مجموعہ مقالات دومین ہمایش بین المللی دین و رسانہ: منو گرافی فضای سایبر شیعی (وضعیت فعلی، ضرورت بازنگری در رویکردہا و اتخاذ راہبردہای مناسب). مرکز پژوہش ہای اسلامی صدا و سیما.

۷. دانایی فرد، حسن؛ مصطفیٰ زادہ، معصومہ؛ صادقی، محمد رضا. (تابستان ۱۳۹۳اش). «واکاوی و تحلیل تبعات سکوت ملی در نظام ہای سیاسی (مقالہ علمی وزارت علوم)». چشم انداز مدیریت دولتی، ۵(۱۸)، ۱۵-۴۰.

۸. رستگار، ایرج. (زمستان ۱۳۹۰اش). «ارتباطات دیجیتالی و شکل گیری مارپیچ سکوت مواج». جامعہ، فرہنگ و رسانہ، ۱، ۱۰۹-۱۲۲.

۹. رستمی، محسن؛ فرنیان، اصغر. (بہار ۱۴۰۰اش). «فرصت ہا و تہدیدات فضای مجازی از منظر مقام معظم رہبری (مدظلہ العالی)». فصلنامہ دانشنامہ علوم سیاسی، ۲(۲)، ۱-۳۶.

۱۰. رضائی اصفہانی، محمد علی و جمعی از پژوہشگران. (۱۳۸۷-۱۳۸۸اش). تفسیر قرآن مہر (۲۴ جلد). پژوہش ہای تفسیر و علوم قرآن.

۱۱. زینوی وند، علی؛ کیمیا، محمدی. (۱۳۹۳ش). «قاعدہ نفی سبیل در اندیشہ اسلامی و سیاست خارجی جمہوری اسلامی ایران». فصلنامہ مطالعات انقلاب اسلامی، ۳۶، ۱۶۷-۱۸۲.

۱۲. سجادی، جعفر. (۱۳۷۳ش). فرہنگ معارف اسلامی (۳ جلد). کومش.

۱۳. سیاح طاہری، محمد حسین. (ندارد). حقیقت مجازی (دربارہ فضای مجازی چہ بدانیم و چہ بگوییم؟). مرکز ملی فضای مجازی.

۱۴. شریعتمداری، حسین. (۲۵ اردیبہشت ۱۳۹۱ش). «احتیاط بہ مارپیچ نزدیک می شوید!». روزنامہ کیہان، ۲۰۲۰۸.

۱۵. شریف الرضی، محمد بن حسین. (۱۴۱۴ق). نہج البلاغۃ (للصبحی صالح) (فیض الاسلام، محقق). ہجرت.

۱۶. فاضل لنکرانی، الشیخ محمد. (۱۳۸۳ش). القواعد الفقہیۃ (محمد جواد فاضل لنکرانی، محقق). مرکز فقہ الائمۃ الأطہار (علیہم السلام).

۱۷. فرقانی نیا، جمشید؛ کمالی، سید محسن. (زمستان ۱۳۸۵ش). «عملیات ضد جنگ روانی». فصلنامہ علوم وفنون نظامی، ۳(۷)، ۱-۱۳.

۱۸. قرائتی، محسن. (۱۳۸۷ش). تفسیر نور (۱۰ جلد). مرکز فرہنگی درس ہایی از قرآن.

۱۹. کامیاب مہر، حسام؛ قہرمانی، کورش. (۱۳۹۷ش). تہاجم فرہنگی بہ زبان سادہ. فرزانگان دانشگاہ.

۲۰. کلینی، محمد بن یعقوب بن اسحاق. (۱۴۰۷ق). الکافی (علی اکبر غفاری و محمد آخوندی، محققان). دار الکتب الاسلامیۃ.

۲۱. مسلم، ابو الحسن القشیری النیسابوری. (۱۴۲۷ق). الجامع الصحیح (صحیح مسلم). دار ابن حزم.

۲۲. موسوی بجنوردی، سید حسن. (۱۳۷۷ش). القواعد الفقہیۃ (محمد حسین درایتی و مہدی مہریزی، محققان) (۷ جلد). نشر الہادی.

۲۳. نعمانی، علامہ شبلی. (۲۰۰۵ء). سیرۃ النبیؐ (جلد۱). دار المصنّفین شبلی اکیڈمی.

ویب سائٹس (Websites)

۱. «۱۶ دسمبر ۲۰۲۴ء، ملک میں سوشل میڈیا صارفین کی تعداد کتنی ہے؟ پی ٹی اے نے اعداد و شمار جاری کردیے»۔ (۱۶ دسمبر ۲۰۲۴ء)۔ مشاہدہ ۱۰ فروردین ۱۴۰۴ش، از https://urdu.geo.tv/latest/390309-

۲. «انسانیت کے معیار کو جانچنے کے لیے روسی فوجی کا ہوشمندانہ اقدام!»۔ (ندارد)۔ مشاہدہ ۱۴ فروردین ۱۴۰۴ش، از mshrg.ir/1435443

۳. Minhaj.info۔ (فوریہ ۲۰۲۵ء)۔ مشاہدہ ۱۰ م فروردین ۱۴۰۲ش، از https://www.minhaj.info/minhaj-ul-quran-mags/February-%/2025

۴. SSL.com۔ (ندارد)۔ [فاوی КОН]۔ مشاہدہ ۱۰ فروردین ۱۴۰۴ش، از https://www.ssl.com

۵. اختر، جمیل۔ (۲۹ اکتوبر ۲۰۲۴ء)۔ «سوشل میڈیا: اظہار رائے یا اشتعال انگیزی؟»۔ مشاہدہ ۱۰ اسفند ۱۴۰۳ش، از https://www.nawaiwaqt.com.pk/29-Oct-2024/1837404

۶. پور اسماعیل، حسن؛ رجبی، ابوالقاسم؛ بنار، محسن۔ (۲۵ دی ۱۳۹۷ش)۔ «بررسی لایحه بودجه سال ۱۳۹۸ کل کشور، بخش دولت الکترونیک»۔ بازیابی شده در ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از rc.majlis.ir/fa/report/show/1101157

۷. حسن، جویریہ۔ (۹ فروری ۲۰۱۸ء)۔ «معاصر تہذیبی بیانیہ اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے افکار»۔ مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از:

۸. https://www.minhajsisters.com/urdu/t/

۹. خامنہ ای، سید علی۔ (۱ خرداد ۱۳۹۶ش)۔ «امام صادق انسٹیٹیوٹ کے اساتذہ اور کارکنوں سے رہبر انقلاب کی ملاقات کے دوران»۔ مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/36634

۱۰. خامنہ ای، سید علی۔ (۱ فروردین ۱۳۸۲ش)۔ «زائرین، خادمین اور مجاورین حرم امام رضا کے اجلاس میں بیانات»۔ مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/3167

۱۱. خامنہ ای، سید علی. (افروردین ۱۴۰۰ش). «ایرانی عوام سے نئے سال کے موقع پر کی گئی تقریر». مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/47576

۱۲. خامنہ ای، سید علی. (۱۲ مہر ۱۳۹۷ش). «آزادی اسٹیڈیم میں منعقد دسیوں ہزار بسیجیوں کی کانفرنس میں رہبر کے بیانات». مشاہدہ ۲۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/40645

۱۳. خامنہ ای، سید علی. (۱۴ مارس ۲۰۱۵ء). «امام خمینی (رح) کی ۲۷ویں برسی کی تقریب میں بیانات». مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/33259

۱۴. خامنہ ای، سید علی. (۱۹ مہر ۱۳۹۱ش). «شمالی خراسان کے علماء و مشائخ کے درمیان ہونے والی ملاقات میں بیانات». مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/21151

۱۵. خامنہ ای، سید علی. (۲ شہریور ۱۳۹۹ش). «حکومتی کابینہ کے اجلاس سے ویڈیو خطاب». مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/46303

۱۶. خامنہ ای، سید علی. (۲۰ خرداد ۱۳۷۱ش). «اراکین پارلیمنٹ کے اجلاس میں بیانات». مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/2624

۱۷. خامنہ ای، سید علی. (۲۱ خرداد ۱۴۰۱ش). «ساتویں پلان کی عمومی پالیسیوں کا ابلاغ معاشی ترقی اور مساوات کی ترجیح کے ساتھ». مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/50920

۱۸. خامنہ ای، سید علی. (۲۵ فوریہ ۲۰۱۶ء). «فردوسی یونیورسٹی میں صوبہ خراسان کی یونیورسٹیوں کے پروفیسرز کے اجلاس میں بیانات». مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/3382

۱۹. خامنہ ای، سید علی. (۵ تیر ۱۴۰۰ش-ب). «اربعین حسینی کی اختتامی تقریب میں بیانات». مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/48746

۲۰. خامنہ ای، سید علی. (۸ خرداد ۱۳۸۹ش). «اسلامی جمہوریہ کے صدر اور ان کی کابینہ سے ملاقات کے موقع پر خطاب». مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از https://khl.ink/f/10129

۲۱. طاہر القادری، محمد. (۱۸ اکتوبر ۲۰۲۰ء). «تحریک منہاج القرآن نے احیائے دین کے ساتھ فرقہ واریت کے مقابلہ...». مشاہدہ ۱۰ مرداد ۱۴۰۲ش، از

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

https://ur.hawzahnews.com/news

۲۲. طاہر، ثناءاللہ. (۱۱اکتوبر۲۰۲۱ء). «دعوتِ دین اور جدید ذرائع ابلاغ». مشاہدہ ۱۰ شہریور ۱۴۰۳ش، از https://www.minhaj.org/urdu/tid/52958A.htm

۲۳. مجدی زادہ، زہرا. (۸ شہریور ۱۳۹۳ش). «چرا در شبکہ ہای مجازی سکوت می کنیم». مشاہدہ۱۰امرداد۱۴۰۲ش، از https://article.tebyan.net/283863

۲۴. نعیم، نعمان. (۲۶اپریل ۲۰۲۴ء). «عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کا استعمال». مشاہدہ۱۰ فروردین ۱۴۰۴ش، از:
https://jang.com.pk/news/1343944

Bibliography

1. Qurʾān-i majīd [The Holy Quran].
2. al-Bukhārī, M. b. I. (2001). al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar [The Abridged Authentic Collection (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī)]. Dār Ṭawq al-Najāh. (Originally published 1422 AH)
3. al-Ṣādiq, J. b. M. (1980). Miṣbāḥ al-Sharīʿah [The Lamp of the Law] (Aʿlamī, Ed.). Aʿlamī. (Originally published 1400 AH)
4. al-Tamīmī Āmadī, ʿA. b. M. (1987). Taṣnīf Ghurar al-Ḥikam wa Durar al-Kalim [Compilation of Sublime Wisdom and Pearls of Speech] (M. D. Dirāytī, Ed.). Daftar-i Tablīghāt Ḥawzah ʿIlmīyah Qum. (Originally published 1366 SH)
5. Dānāʾī-Fard, Ḥ., Muṣṭafā-Zādah, M., & Ṣādiqī, M. R. (2014). Wākāwī wa taḥlīl-i tabʿāt-i sukūt-i mellī dar neẓām-hā-yi sīyāsī [An Analysis of the Consequences of National Silence in Political Systems]. Cheshm-andāz-i Modīriyyat-i Dowlatī, 5(18), 15–40. (Originally published Summer 1393 SH)
6. Fāḍil Lankharānī, M. (2004). al-Qawāʿid al-Fiqhīyah [Principles of Jurisprudence] (M. J. Fāḍil Lankharānī, Ed.). Markaz-i Fiqh al-Aʾimmah al-Aṭhār.
7. Furqānī-Niyā, J., & Kamālī, S. M. (2006). ʿAmalīyāt-i ḍidd-i jang-i ravānī [Operations Against Psychological Warfare]. ʿUlūm wa Funūn-i Neẓāmī, 3(7), 1–13. (Originally published Winter 1385 SH)
8. Ḥarrānī, Ḥ. b. ʿA. (1984). Tuḥaf al-ʿuqūl ʿan Āl al-Rasūl [Masterpieces of Intellect from the Prophet's Household] (ʿA.

A. Ghifārī, Ed.). Jāmiʿah Mudarrisīn. (Originally published 1363 SH)

9. Ibn Khaldūn, ʿA. (2003). Muqaddimah Ibn Khaldūn [Prolegomena of Ibn Khaldūn] (S. Ḥ. Khān, Trans.). Markazī Urdu Board.
10. Jahāngīr, ʿĪsā. (2009). Majmūʿah Maqālāt-i Dūmin Hamāyish Bayn al-Dīn wa al-Risālah: Monograph-i Fāṣāy-i Sāybar-i Shīʿī. [Proceedings of the Second Int'l Conf. on Religion & Media: A Monograph on the Shia Cyber Sphere]. Markaz-i Pažūhishhā-yi Islāmī Ṣadā wa Sīnimā.
11. Kāmiyāb Mihr, Ḥ., & Qahramānī, K. (2018). Tahājom-i Farhangī bih Zabān-i Sādah [Cultural Invasion in Plain Language]. Farzānagān-i Dānishgāh. (Originally published 1397 SH)
12. Kulaynī, M. b. Yaʿqūb b. Isḥāq. (1987). al-Kāfī [The Sufficient] (ʿAlī Akbar Ghifārī & M. Āẖūndī, Eds.). Dār al-Kutub al-Islāmīyah. (Originally published 1407 AH)
13. Mūsawī Bujnūrdī, S. Ḥ. (1998). al-Qawāʿid al-Fiqhīyah [Principles of Jurisprudence] (7 vols.) (M. Ḥ. Dirāytī & M. Mihrīzī, Eds.). Nashr al-Hādī. (Originally published 1377 SH)
14. Muslim, Abū al-Ḥusayn al-Qushayrī al-Nīsābūrī. (2006). al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ [Ṣaḥīḥ Muslim]. Dār Ibn Ḥazm. (Originally published 1427 AH)
15. Nuʿmānī, Shiblī. (2005). Sīrah al-Nabī [Prophetic Biography] (Vol. 1). Dār al-Muṣannifīn Shiblī Academy.
16. Qarʾātī, M. (2008). Tafsīr-i Nūr [Light Commentary] (10 vols.). Markaz Farhangī Dars-hā'ī az Qurʾān. (Originally published 1387 SH)
17. Rastgār, Ī. (2011). Artibāṭāt-i dījitālī wa shakl-gīrī-yi mārpīch-i sukūt-i mawāj [Digital Communication and the Formation of a Wavy Spiral of Silence]. Jāmiʿah, Farhang wa Rasānah, 1, 109–122. (Originally published Winter 1390 SH)
18. Reẓāʾī Iṣfahānī, M. ʿAlī, & Pažūhishgarān. (2008–2009). Tafsīr-i Qurʾān Mihr [Mihr Commentary on the Qurʾān] (24 vols.). Pažūhishhā-yi Tafsīr wa ʿUlūm-i Qurʾān. (Originally published 1387 SH)
19. Rustamī, M., & Farniaan, A. (2021). Furṣat-hā wa tahdīdāt-i faḍā-yi majāzī az manẓar-i Maqām-i Muʿaẓẓam-i Rahbarī (Mad

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

Ẓilluhū al-ʿĀlī) [Opportunities and Threats of Virtual Space from the View of the Supreme Leader]. Dānishnāmah-yi ʿUlūm-i Sīyāsī, 2(2), 1-36. (Originally published Spring 1400 SH)
20. Sajjādī, J. (1994). Farhang-i Maʿārif-i Islāmī [Dictionary of Islamic Knowledge] (3 vols.). Kumash.
21. Sayyāḥ Ṭāhirī, M. Ḥ. (n.d.). Ḥaqīqat-i Majāzī [Virtual Reality: What to Know and What to Say?]. Markaz-i Mīllī Fāṣāy-i Majāzī.
22. Sharīʿatmadārī, Ḥ. (2012, May 14). Iḥtiyāṭ bih mārpīch nazdīk mī-shawīd! [Caution: You're Approaching the Spiral!]. Rūznāmah-yi Kayhān, 20208. (Originally published 25 Ordībihesht 1391 SH)
23. Sharīf al-Raḍī, M. b. Ḥ. (1994). Nahj al-Balāghah [Peak of Eloquence] (Ṣubḥī Ṣāleḥ, Ed.). Hijrat. (Originally published 1414 AH)
24. Zīnvand, ʿA., & Kīmiyā, M. (2014). Qāʿidah-yi Nafy-i Sabīl dar Andīshah-yi Islāmī wa Sīyāsat-i Khārijī-yi Jomhūrī-yi Islāmī-yi Īrān [The Principle of "No Domination" in Islamic Thought and Iran's Foreign Policy]. Muṭālaʿāt-i Inqilāb-i Islāmī, 36, 167–182. (Originally published 1393 SH)

Online Sources

25. 16 December 2024: Number of Social Media Users in Pakistan Announced by PTA (2024, December 16). Retrieved Farvardīn 10, 1404 SH, from https://urdu.geo.tv/latest/390309 (Originally published 16 December 2024)
26. Akhtar, J. (2024, October 29). Social Media: Iẓhār-i Rāy yā Ishtiyāl Angēzī? [Social Media: Free Expression or Provocation?]. Retrieved Esfand 10, 1403 SH, from https://www.nawaiwaqt.com.pk/29-Oct-2024/1837404 (Originally published 29 October 2024)
27. Ḥassan, J. (2018, February 9). Muʿāṣir Tahdhībī Bayaniyah aur Dr. Muḥammad Ṭāhir-ul-Qādrī ke Afkār [Contemporary Civilizational Discourse and the Ideas of Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://www.minhajsisters.com/urdu/tid/ (Originally published 9 February 2018)

28. Insāniyat kā miʿyār jānchnay ke liye Rūsī faujī kā hūshmandānah iqdām! [Russian Soldier's Insightful Move to Test Humanity's Standards!] (n.d.). Retrieved Farvardīn 14, 1404 SH, from mshrg.ir/1435443
29. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (1992, June 10). Arākīn-e Pārlīman ke ijlāṣ meṅ bayānāt [Statements at the Parliament Members' Meeting]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/2624 (Originally published 20 Khordād 1371 SH)
30. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2003, March 21). Zāirīn, Khādimīn aur Mujāwarīn-i Ḥaram-e Imām Riḍā ke ijlāṣ meṅ bayānāt [Statements at the Meeting of Pilgrims, Servants, and Residents of Imam Reza Shrine]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/3167 (Originally published 1 Farvardīn 1382 SH)
31. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2010, May 29). Islāmī Jumhūriyah ke ṣadr aur un kī kābinah se mulāqāt ke mauqē par khaṭāb [Speech on Meeting with the President and Cabinet of the Islamic Republic]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/10129 (Originally published 8 Khordād 1389 SH).
32. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2012, September 10). Shumālī Khorāsān ke ʿulamā wa mashāyikh ke darmiyān honē wālī mulāqāt meṅ bayānāt [Statements at the Meeting of Scholars and Sheikhs of Northern Khorasan]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/21151 (Originally published 19 Mehr 1391 SH)
33. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2015, March 14). Imām Khomeinī kī 27wī barsī kī taqrīb meṅ bayānāt [Statements at the 27th Commemoration of Imam Khomeini]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/33259 (Originally published 14 March 2015 / 23 Esfand 1393 SH)
34. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2016, February 14). Firdūsī University meṅ Ṣūbah-i Khorāsān kī universityō ke professors ke ijlāṣ meṅ bayānāt [Statements at the Meeting of Professors of Universities of Khorasan Province at Ferdowsi University]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/3382 (Originally published 25 February 2016)
35. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2017, August 1). Imām Ṣādiq Institute ke āsātidhah aur kārkūnān se rahbar-e inqilāb kī mulāqāt [Meeting

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

of the Supreme Leader with Professors and Staff of Imam Sadiq Institute]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/36634 (Originally published 1 Khordād 1396 SH)
36. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2018, September 23). Āzādī Stadium meṅ manʿaqidd siyōn hazār basījīyōn kī kānfīrans meṅ rahbar ke bayānāt [Statements of the Leader at the Conference of Tens of Thousands of Basijis Held at Azadi Stadium]. Retrieved Mordād 20, 1402 SH, from https://khl.ink/f/40645 (Originally published 12 Mehr 1397 SH)
37. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2020, August 22). Ḥukūmatī kābinah ke ijlāṣ se video khaṭāb [Video Speech at the Government Cabinet Meeting]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/46303 (Originally published 2 Shahrīvar 1399 SH)
38. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2021, June 26). Arbaʿīn-i Ḥusainī kī ikhtitāmī taqrīb meṅ bayānāt [Statements at the Closing Ceremony of Arbaeen of Husayn]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/48746 (Originally published 5 Tir 1400 SH)
39. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2021, March 21). Īrānī ʿawām se nayē sāl ke mauqē par kī ga'ī taqrīr [Speech to the Iranian People on the Occasion of the New Year]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/47576 (Originally published 1 Farvardīn 1400 SH)
40. Khāmeneʾī, S. ʿAlī. (2022, June 11). Sātwīn plan kī ʿumūmī pālīsīyōn kā iblāgh: muʿāshī taraqqī aur masāwāt kī tarjīḥ ke sāth [Announcement of the General Policies of the Seventh Plan with Priority to Economic Development and Equality]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://khl.ink/f/50920 (Originally published 21 Khordād 1401 SH)
41. Majdīzādah, Z. (2014, August 30). Chirā dar shabakah-hā-yi majāzī sukūt mī-konīm? [Why Do We Remain Silent in Virtual Networks?]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://article.tebyan.net/283863 (Originally published 8 Shahrīvar 1393 SH)

42. Minhaj.info. (2025, February). Retrieved Farvardīn 10, 1404 SH, from https://www.minhaj.info/minhaj-ul-quran-mags/February-2025/ (Originally published February 2025)
43. Naʿīm, N. (2024, April 26). ʿAṣr-i Ḥāẓir mein Social Media aur Dīgar Zarāʾiʿ-i Iblāgh kā Istimāl [The Use of Social Media and Other Media in the Contemporary Age]. Retrieved Farvardīn 10, 1404 SH, from https://jang.com.pk/news/1343944 (Originally published 26 April 2024)
44. Pūr Ismāʿīl, Ḥ., Rajabī, A. Q., & Banār, M. (2019, January 15). Barrasi-yi Lāyiḥah-yi Būdjiyah-yi Sāl-i 1398 Kul-i Keshvar: Bakhsh-i Dowlat-i Elektrōnīk [Review of Iran's 1398 Budget Bill: E-Government Section]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://rc.majlis.ir/fa/report/show/1101157 (Originally published 25 Dey 1397 SH)
45. SSL.com. (n.d.). [Favicon]. Retrieved Farvardīn 10, 1404 SH, from https://www.ssl.com
46. Ṭāhir al-Qādrī, M. (2020, October 18). Taḥrīk-i Minhāj al-Qurʾān ne iḥyāʾ-yi dīn ke sāth firqah-garī kā muqābalah kiyā [Minhaj-ul-Quran Combated Sectarianism through Religious Revival]. Retrieved Mordād 10, 1402 SH, from https://ur.hawzahnews.com/news/ (Originally published 18 October 2020)
47. Ṭāhir, S. A. (2021, October 11). Daʿwat-i Dīn aur Jadīd Zarāʾiʿ-i Iblāgh [Religious Invitation and Modern Media Tools]. Retrieved Shahrīvar 10, 1403 SH, from https://www.minhaj.org/urdu/tid/52958A.htm (Originally published 11 October 2021)